اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

# ترجمانِ اسلام

لاہور پاکستان

18/28

**نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود**

امیر مرکزی حضرت درخواستی مدظلہ اور قاید جمعیت مولانا مفتی محمود نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حادثہ مری میں شہید ہونے والے طلبا کے والدین، اعزا اور احباب سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ہر دو حضرات نے مرحومین کے لیے جنت الفردوس اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

# نبی کے پہلو میں تیرا مزار کیا کہنے

سید امین گیلانی صاحب

وفا شعار، اطاعت گذار کیا کہنے!
رسولؐ پاک کے اے یارِ غارؓ کیا کہنے

ملا حضورؐ سے صدّیق کا لقب تجھ کو!!
جہانِ صدق کے اے تاجدار کیا کہنے

ترے خلوص محبت کا یہ کرشمہ ہے
نبیؐ کے پہلو میں تیرا مزار کیا کہنے

خدا کی رہ میں لٹایا وہ مال و زر تو نے
متاعِ عشق کے سرمایہ دار کیا کہنے

بچائی ختمِ نبوّت کی آبرُو تُو نے!
اصولِ دین کے اے راز دار کیا کہنے

ہر اک مقام سے آگے تھا تیرا توسن عشق
یہ تیرا جذبۂ بے اختیار کیا کہنے

ملی خلافتِ اوّل جو تجھ کو متفقہ!
دلوں میں سب کے تھا تیرا وقار کیا کہنے!

غرناطہ ریسٹوران ایرکنڈیشنڈ جہلم
عمدہ ماحول
عمدہ سروس

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۸
جمعۃ المبارک ۱۸ر جولائی ۱۹۷۵ء، ۷ر رجب المرجب

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
رئیس الادارہ
اکرام القادری
مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ —— ۳۸ روپے
ششماہی —— ۱۹ روپے
سہ ماہی —— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

**اداریہ**

**اکرام القادری**

# زیرکی و ذہانت؟

پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے پارلیمانی گروپ نے متفقہ طور پر جناب صادق حسین قریشی کو اپنا قائد منتخب کر لیا ہے۔ یہ انتخاب پارٹی کے لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی مرضی ونشا اور پسند ونامزدگی کے بعد عمل میں آیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں جناب صادق حسین قریشی چھوتھے وزیر اعلیٰ ہیں۔ جہاں تک آں محترم کی شخصیت اور سیاسی قد کاٹھ کا تعلق ہے تو وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ایوب خان برسر اقتدار تھے تو وہ کنونشن لیگ میں تھے۔ ایوب خان کا راج سنگھاسن ڈولتا ہوا نظر آیا تو وہ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی عام ذہنیت و روش کے مطابق کچھ دنوں تک منقا دزیر پر رہے۔ ایوب خان نے جن پتّوں پر تکیہ کیا تھا جب وہ ایک ایک کر کے ہَوا دینے لگے تو قریشی صاحب محترم بھی اقتدار کی گرتی ہوئی دیوار کا سہارا چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے۔ ایوب خان سے سیاسی وفاداریاں ختم کرنے کے سلسلے میں ہم تنہا انہیں دوش نہیں دے سکتے، کیوں کہ اقتدار کے وہ تمام پجاری جن پر ایوب خان نے اپنے دَورِ جبر و قہر میں ہن برسایا تھا۔ سب کے سب سرگباش ہو گئے تھے۔

ایوب خان سے برے وقت میں علیحدگی کا یہ مطلب نہیں تھا کہ صادق حسین قریشی " خدانخواستہ "سیاسیات کے کھیکڑوں سے ہی علیحدہ و دل برداشتہ ہو گئے تھے نہیں ہرگز نہیں!! بلکہ آں محترم گہرے غور و فکر سے سیاسیات کے زیر و بم کا مطالعہ کر رہے تھے۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اقتدار کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ نتیجتاً" جناب قریشی صاحب نے سیاسیات کے پرانے شاطر اور قائد اعظم کی تھیلی کے کھوٹے سکے دولتانہ کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ ان کا خیال تھا کہ شاید پرانے مداری نئے جال سے کامیاب ہو کر اقتدار کی کرسی پر براجمان ہو جائیں گے۔ کچھ عرصہ تک وہ یقین محکم کے اصول پر عمل کرتے ہوئے دولتانہ صاحب کے ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے راوان کے قریب اپنے موجودہ قائد کی کار کے ٹائر پھڑوا کر عجیب تاریخی کارنامہ بھی انجام دیا۔

لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ سیاست کے نقار خانے میں دولتانہ صاحب کی آواز طوطی کی آواز ثابت ہو رہی ہے اور اب ان سے زیادہ ذہین و فطین شخصیت نے بہت آگے بڑھ کر جام اٹھا لیا ہے تو وہ دولتانہ صاحب کو فارغ خطی دینے پر فطری طور پر مجبور ہو گئے۔ آں محترم نے ڈرامائی طور پر راتوں رات پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کر دیا" عوامی فاصلے "یک جست میں قطع کر لیے گئے۔ مایہ نے مایہ کے گلے میں باہیں ڈالدیں۔ اسلام اور سوشلزم میں مفاہمت ہو گئی۔ کفر کے فتوے منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ ہے محترم صادق حسین قریشی کا سیاسی اُور چھور۔ جہاں تک جناب صادق حسین قریشی کے یکے بعد دیگرے پارٹیاں بدلنے کی بات ہے تو یہ کوئی ایسی انہونی ناشدنی بات نہیں۔ اس نوع کا بوتا رکھنے والے سیاست دانوں کو ان مراحل سے گذرنا ہی پڑتا ہے۔ ان کے نزدیک کسی پارٹی کے ساتھ وابستہ رہ کر آزمائش وابتلا میں پڑنا سیاسی عدم شعوری، ذہنی نابختگی بے مقصد جمود اور وقت کی نزاکت کو نہ سمجھنے کے مترادف ہے۔ ان فراست مآب سیاستدانوں کی پارٹی اقتدار اور صرف اقتدار ہے۔ اقتدار کا ہما جس کے سر پہ بیٹھے گا وہ انہی کے نام کی مالا جپیں گے۔

غالباً قائدِ حزبِ اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب نے کسی مجلس میں فرمایا تھا کہ ایک شخص نے جناب خدا بخش بچہ سے نت نئی پارٹیاں بدلنے سے متعلق استفسار کیا تو بچہ صاحب نے برجستہ جواب دیکر مستفسر کو خاموش کر دیا۔ جواب یہ تھا کہ ہم نے آج تک پارٹی نہیں بدلی، ہماری پارٹی اقتدار پارٹی ہے اور ہم ہمیشہ اقتدار سے ہم آغوش رہے ہیں۔ یہ ہے جاگیردارانہ اُور سرمایہ دارانہ ذہنیت، بلکہ موزوں تر الفاظ میں مفاد پرستانہ اور استحصال پسندانہ فطرت جسے عوامی زبان میں زیرکی و ذہانت کہا جاتا ہے

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

مرسلہ: سید عبدالماجد شاہ - ایم اے بی ایڈ

# کامیاب زندگی گذارنے کے دس (۱۰) اُصول

از افادات مرشدنا و مولانا شیخ الحدیث والقرآن حضرۃ عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہ۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

دس رہنما اصول ہیں۔ اپنی زندگی ان کے مطابق گذاریں تو امید ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا میرا۔ جس نے میری اتباع کی جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی جنت میں نہیں جائے گا

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضان گناہ کو دو خوشخبری فیض محمدؐ کی!
بلاقیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

کامیاب زندگی گذارنے کے لیے ان دس اصولوں کو اپنے مدنظر رکھے۔

## فریضہ اوّل (التزام اصلاح نیت)

اپنی نیت کی اصلاح کرنے کا اہتمام کرے۔ ایمان کا دارومدار نیت پر ہے۔ ایک بزرگ کسی کے یہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے صاحب مکان سے پوچھا کہ مکان میں روشن دان کیوں لگایا ہے؟ عرض کی تازہ ہوا کی خاطر۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نیت کرلیتا کہ اس میں سے اذان کی آواز آئے گی تو اس کا ثواب مل جاتا۔ جو کام بھی کرے اس میں نیت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی رکھے۔

## فریضہ ثانی - (اصلاح عقائد)

دوسری کامیابی کا اصول التزام اصلاح عقاید ہے اپنے عقیدہ کی درستگی کرے۔ کتاب اللہ اور حدیث مبارکہ میں بیان کردہ عقائد کو اپنائے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین کامل رکھے۔ نت نئے طریقوں سے بچے، ما انا علیہ واصحابی، پر قائم رہے۔ اکابرین کے دامن سے چمٹا رہے۔ اس بات کا عقیدہ رکھے کہ:

لا رزاق الا اللہ، لا خالق الا اللہ

## فریضہ ثالث: (التزام للعبادۃ)

عبادت کا التزام کرتا رہے۔ جانی، مالی قربانی پیش کرتا رہے۔ رب تعالیٰ نے پانچ اوقات کی نمازیں فرض کی ہیں ان کو ادا کرتا رہے۔ روزہ، حج وغیرہ عبادات میں لگا رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی اتنی عبادت کرتے تھے کہ پاؤں میں ورم آجاتا تھا۔ عبادت سے رب تعالیٰ کو راضی کرے

## فریضہ رابع: (التزام توکل علی اللہ)

چوتھا کامیابی کا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر کامل یقین رکھے۔ اسی پر توکل رکھے۔

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ

وہی کارساز ہے۔ نفع نقصان کا مالک اسی کو سمجھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی ڈاکو جب قتل کرنے لگا تو اس نے تین بار پڑھا۔ یارحمٰن اغثنی۔ اے رحمٰن میری مدد فرما۔ جبرائیل کو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ جاؤ میرے بندے نے تجھے پکارا ہے وہ آئے اور تلوار سے اس کا سر جدا کر دیا۔

## فریضہ خامس: (التزام خشیۃ من اللہ)

اللہ تعالیٰ کے خوف کا التزام کرتا رہے۔ ہر وقت رب سے ڈرتا رہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: جب آندھی چلتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈر جاتے کہ شاید اس میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ ہو۔ اور جس طرح قوم ثمود تباہ ہوئی ہے، ہوا سے میری امت تباہ نہ ہو جائے۔ کامیابی چاہتے ہو تو خدا کے خوف کا التزام کرتا رہے، رب کے جلال سے ڈرتا رہے۔

## فریضہ سادس: (التزام دعوت الی الخیر)

نیکی کی دعوت دیتا رہے:

بلغوا عنی ولو کان ایۃ۔

جن کو کلمہ یاد ہے وہ کلمہ کی دعوت دے جس کو ایک صورت یاد ہو وہ دوسروں کو بتلائے۔ فرمایا دعوت کا کام سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے

واللہ یدعوا الی دار السلام

اللہ تعالیٰ تمہیں دارسلام کی طرف بلاتا ہے۔

## فریضہ سابع: (التزام اتباع کتاب اللہ)

اللہ تعالےٰ کی کتاب کا اتباع کرے۔ تلاوت قرآن پاک کا التزام کرے۔ جنہوں نے قرآن مجید سے اعراض کیا۔ انہیں چین کی زندگی نصیب نہ ہوگی۔ لاکھوں کا مالک ہوگا، لیکن چین مفقود ہوگا قرآن حکیم کتاب مبین ہے۔ جس کی اتباع کرنا مومن کے فرائض میں سے ہے۔

باقی ص۱۶ پر

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

# بحر ہند کی صورت حال اور ڈیگو گارسیا؟

# سامراجی طاقتیں جواز پیدا کرنا چاہتی ہیں!

## امریکی سینٹ کمیٹی نے اخراجات کی منظوری دے دی

امریکہ میں مسلح افواج کی سینٹ کی کمیٹی نے اس قرارداد کو مسترد کر دیا ہے جس کا مقصد بحر ہند کے جزیرے ڈیگو گارسیا میں امریکی بحریہ کے اڈے کی تعمیر و توسیع کو روکنا تھا۔ اس قرارداد کی مخالفت میں دس اور حق میں چھ ووٹ آئے۔ یہ قرارداد سینیٹر مائیک منسفیلڈ نے پیش کی تھی۔ ادھر صدر فورڈ کی انتظامیہ اس جزیرے پر امریکی اڈے کی تعمیر اور جدید خطرناک اسلحہ کی تنصیب کے لیے بہ ابہ یہ جواز پیدا کر رہی ہے اور پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ اسے سوویت یونین کی بحر ہند میں بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور نام نہاد بحری اڈے کی موجودگی کا سامنا ہے۔ اس سلسلہ میں امریکی وزیر دفاع مسٹر چیمز شیلنگر نے یہاں تک الزام لگایا ہے کہ سوویت نے صومالیہ کے مقام بربرہ پر میزائل اسٹور کرنے کا اڈہ تقریباً تعمیر کر لیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں بعض فضائی تصاویر کا بھی ذکر کیا اور دعویٰ کیا کہ سوویت یونین اس اڈے سے بحر ہند میں اپنی بحری سرگرمیوں میں مدد لینا چاہتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود صومالیہ کی حکومت اس نام نہاد بحری اڈہ کے قیام کی کھل کر تردید کر چکی ہے۔ نہ صرف امریکی حکومت بلکہ مغربی اخبارات حکومت صومالیہ کی باقاعدہ سرکاری تردید کے باوجود اس فرضی سوویت اڈہ کا شور مچاتے ہوئے ہیں۔ وہ برابر صومالیہ کے ساحلی علاقے بربرہ میں اسے ایک سوویت فوجی اڈہ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ یہی نہیں کہ اس بارے میں صومالیہ کی حکومت نے تردید کی ہے بلکہ متعدد صحافی خود اس نام نہاد سوویت اڈے کی تلاش میں بربرہ کے ساحلی علاقے کا دورہ کر چکے ہیں اور یہ کہتے ہوئے واپس آئے ہیں کہ انہیں کہیں ایسے کسی اڈے یا اس کی تعمیر کا نشان تک نہیں ملا ہے انہوں نے اپنے دورے کے بعد اس کو محض من گھڑت پروپیگنڈہ قرار دیا ہے۔

۲۔ صومالیہ کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ جناب عمر غالب نے حال ہی میں ان تمام لوگوں کو جو بربرہ کا دورہ کرنا چاہیں یہ عام دعوت دی تھی کہ وہ خود وہاں جا کر صورت حال کا مشاہدہ کر لیں۔ چنانچہ اخباری نمائندوں نے اس جگہ کا دورہ کیا، ان کے ساتھ عرب لیگ کے شعبۂ اطلاعات کے پریس ڈائریکٹر جناب صالح فرید بھی تھے۔

ان صحافیوں نے کہا ہے ان کو وہاں کسی قسم کے اڈے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ اس صورت حال میں مغربی ملکوں کے اخبارات کی اس الزام تراشی کا کوئی قابل ستائش جواز نہیں ہے۔ اس بارے میں ہم صومالیہ کے وزیر خارجہ جناب عمر غالب کے اس بیان ہی کو بہتر جواب قرار دے سکتے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس قسم کی الزام تراشی سے سامراج کا اصل مقصد ڈیگو گارسیا میں بحری اڈہ کی تعمیر کا جواز پیدا کرنا ہے اور خلیج فارس کے دہانے پر امان کے نزدیک مسیرا کے مقام پر ایک اور خوجی اڈہ کی تعمیر پر پردہ ڈالنا ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ امریکہ میں کانگریس کے دونوں ایوان ڈیگو گارسیا کے اڈہ کی تعمیر اور توسیع کے لیے ایک کروڑ ۳۸ لاکھ ڈالر کی رقم منظور کر چکے ہیں۔ صدر فورڈ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ڈیگو گارسیا کا اڈہ بحر ہند میں امریکی سلامتی کے لیے بہت ضروری ہے۔ سینیٹر منسفیلڈ نے کہا ہے کہ انہیں توقع نہیں ہے سینٹ اس بارے میں کوئی اختلاف کر سکے گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ حالیہ قرارداد میں اس اڈہ کی تعمیر کے سلسلے میں ان کا اختلاف اس لیے ہے کہ یہ امریکی افواج کی ضرورت سے زیادہ توسیع ہے اور دراصل یہ تین سمندروں میں امریکی بحریہ کی موجودگی کا ثبوت ہے کہ وہاں امریکہ فوجی اڈہ تعمیر کرے گا۔

بحر ہند کے علاقے یعنی اس کے ساحلوں پر واقع ملکوں کی صورت حال کا جائزہ لیجیے تو اس علاقے میں سامراج فوجی اڈوں کی سامراجی ضروریات اور مجبوریاں سمجھ میں آتی ہیں۔ اس سمندر کے ساحلوں

اس کی کھاڑیوں، بحیروں اور خلیجوں پر ایشیا، افریقہ اور (OLEANIA) کے ترقی پذیر اور نوآزاد ملک واقع ہیں، سامراجی طاقتیں ان ملکوں کے خام مال، مثلاً پٹیل، قدرتی گیس معدنیات، کوئلے اور دیگر اشیا پر اپنا کنٹرول کرنا اور ان کی منڈیوں پر چھا جانا چاہتی ہیں۔ ان طاقتوں کو افریقہ، ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں نوآزاد اقوام کی قومی واقتصادی جدوجہد، سامراج دشمن اتحاد اور امن وسلامتی کے پروگرام سے سخت خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ وہ اس تحریک کو دبانے کے لیے اسلحہ کی دوڑ، متعلقہ اقوام میں کش مکش اور اختلاف۔ کشیدگی اور فوجی اڈوں سے کام لیتی ہے۔ ان کی اس پالیسی کو حال ہی میں کمبوڈیا اور ویت نام میں زبردست شکست ہوئی ہے۔ ڈیگو گارسیا کا مذکورہ اڈہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ یہ سری لنکا کے جنوب بحر ہند کے وسط میں واقع ہے۔ چنانچہ سامراجی طاقتیں بیک وقت یہاں طاقتور اسلحہ رکھ کر مشرقی افریقہ، عرب ممالک، برصغیر پاک وہند، بنگلہ دیش سری لنکا، برما اور تھائی لینڈ وغیرہ پر سیاسی اور اقتصادی چودھراہٹ قائم کرنا چاہتی ہیں۔ اس طرح ڈیگو گارسیا کا یہ طاقت ور فوجی اڈہ ایشیا اور افریقہ میں آزادی اور اقتصادی خود کفالت کی بڑھتی ہوئی تحریک کے خلاف سامراجی بن سکے گا۔ ۶۶ء میں سب سے پہلے امریکہ نے برطانیہ سے یہاں فوجی اڈہ قائم کرنے کے لیے ایک معاہدہ کیا تھا۔ جب سے برابر بحر ہند کے علاقے کے ملک اس پر احتجاج کر رہے ہیں۔ عرب ممالک کی نظر میں یہ اڈہ عرب قومی حقوق کو دبانے۔ صیہونیت کی توسیع پسندی کی حمایت کرنے اور فلسطینی عوام کو جائز حقوق سے روکنے کا بھی ذریعہ ہوگا۔

افریقہ کے آزاد ملک اسے نسل پرست رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کے سفید فام حکمرانوں کی حمایت کا وسیلہ قرار دے رہے ہیں۔ یہاں طاقت ور امریکی جنگی جہاز، میزائل بردار تباہ کن جہاز، طیارہ بردار جہاز اور آبدوزوں سے لیس کشتیاں رکھی جائیں گی۔ صاف ہے کہ امریکہ کروڑوں ڈالر خرچ کر کے اور اس علاقے کے ملکوں کی ناراضگی مول لے کر بحری اڈہ خاص مقاصد کے لیے تعمیر کر رہا ہے۔ اپنے ساحلوں سے ہزاروں میل دُور ایشیا اور افریقہ کے ساحلوں کے قریب اس بحری اڈے کی تعمیر سے علاقے میں امن وسلامتی کو خطرہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کی تعمیر سے اس علاقے میں خیرسگالی، پُرامن بقائے باہمی اور دیتانت کے مثبت عمل کو شدید نقصان پہونچے گا۔ یہ اڈہ ایشیائی امن اور مفاہمت کے جذبے کی شدید توہین کے مترادف ہے۔ بقول مسٹر برژنیف "امن اور آزادی کی دشمن طاقتیں کشیدگی برقرار رکھنے کے لیے یہ اقدام کر رہی ہیں۔ یہ اقدام امن اور تعاون کی تحریک کے خلاف ایک طرح کا جوابی حملہ

شہرۂ آفاق کتاب
"موت کا منظر" کے بعد
خواجہ محمدؐ اسلام کی نئی کتاب
"جنّت کا منظر"
مطالعہ کیجئے
اِدارۂ اشاعتِ دینیات
انارکلی ○ لاہور ○ پاکستان

معالم القرآن
غیبی حقائق، تاریخی حوادث، اجتماعی مسائل
ایمانی قواعد، متقدمین اور متاخرین کی تشریحات
کا معلوماتی ذخیرہ!
ہر چار ماہ کے بعد ایک پارے پر مشتمل ایک جلد
پارہ اول صفحات ۶۳۲، مجلد۔ ۳۶ روپے۔
پارہ دوم صفحات ۷۸۰، مجلد ۳۹ روپے
ملنے کا پتا
(۱) دار العلوم الشہابیہ شہر سیالکوٹ
(۲) مکتبہ تنویر القرآن۔ اردو بازار لاہور شہر

وحید الزماں خان صاحب

# علماء اور جدید تعلیم

”علماء وقت کے تقاضوں کو نہیں پہچانتے۔ وہ قدامت پرست اور دقیانوسی ہیں“

یہ علماء کے اوپر جدید طبقہ کا ایک عام اعتراض ہے۔ ان کے نزدیک اس بات کی بہت واضح مثال یہ ہے کہ علماء انگریزی اور جدید علوم کی تعلیم کو جائز نہیں سمجھتے جب کہ کسی زبان اور کسی علم میں کوئی خرابی نہیں اور موجودہ زمانے میں تو یہ زبان اور یہ علم کسی قوم کی ترقی اور سربلندی کے لیے بالکل ضروری ہوگئے ہیں۔

یہ علماء کے بارے میں ایک عام بات ہے، مگر یہ بات جتنی عام ہے اتنی ہی غلط ہے۔ میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی واقعی عالم ایسا موجود نہیں ہے اور نہ کبھی موجود تھا جو نفس تعلیم جدید یا نفس انگریزی زبان کی تحصیل کو حرام سمجھتا ہو۔ اگر کوئی شخص علماء کی طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے کہ وہ علوم جدیدہ کی مجرد تحصیل کے خلاف ہیں، تو یہ ایک سراسر غلط الزام ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ علماء کی مخالفت بہ اعتبار تعلیم نہیں، بلکہ بہ اعتبار انجام ہے۔ یعنی وہ اصلاً تعلیم جدید کے مخالف نہیں ہیں، بلکہ اس انجام کے مخالف ہیں جو عموماً اس تعلیم کے بعد نوجوانوں میں پیدا ہوجاتا ہے اور پھر زندگی بھر قائم رہتا ہے۔ اسی عمومی انجام کو دیکھ کر انہوں نے مسلم نوجوانوں کو اس تعلیم سے روکنا شروع کر دیا۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ ہرگز اس سے روکنے کی ضرورت محسوس نہ کریں، بلکہ اس کی ترغیب دلانے والے بن جائیں۔

مولانا شاہ عبد العزیزؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ سوال آیا کہ: ”تحصیلِ علم منطق و انگریزی مثلاً شخصے ”آں وارد بر جواز و عدم آں چہ حکم است“ آپ نے اس کا جواب اصول کی روشنی میں دیا کہ

لِلْاٰلَۃِ حُکْمُ ذِی الْاٰلَۃِ

یعنی علم منطق کی حیثیت ایک آلہ کی ہے اور جو چیز آلہ کی حیثیت رکھتی ہو، اس کی حلت و حرمت کا حکم اس کو استعمال کرنے والے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ علم منطق کو اگر دین کی تقویت کے لیے استعمال کیا جائے تو عین جائز ہے اور دین کے خلاف استعمال کیا جاتے تو حرام ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان سیکھنے کے بارے میں آپ نے لکھا:

> تعلّم انگریزی یعنے آئین خط وکتابت
> ولغت و اصطلاح اینہا را دانستن
> باکے ندارد اگر بہ نیت مباح باشد
> زیراکہ درحدیث وارد است کہ زید
> بن ثابت بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ
> وعلیٰ آلہ وسلم روش خط وکتابت
> یہود ونصاریٰ ولغت آنہا را آموختہ
> بود برائے ایں غرض کہ اگر برائے
> آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطے باین
> لغت ورسم خط [illegible] آں
> تواند نوشت واگر بمجرد خوش آمد آنہا
> واختلاط با آنہا تعلیم ایں لغت نماید و
> باین وسیلہ پیش آنہا تقرب جوید
> پس البتہ حرمت وکراہت وارد

مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ۔

جلد دوم صفحہ ۱۹۵۔

ترجمہ۔ انگریزی تعلیم یعنی اس کے لکھنے کا طریقہ جاننا اس کی زبان اور اصطلاح کو سمجھنا کوئی حرج نہیں رکھتا بشرطیکہ صرف مباح کی نیت سے ایسا کرے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق زید بن ثابتؓ نے یہود ونصاریٰ کا خط وکتابت کا طریقہ اور ان کی زبان سیکھی تھی، تاکہ اگر آں حضرتؐ کی خدمت میں اس زبان اور رسم الخط میں کوئی مراسلہ آتے تو اس کا جواب لکھ سکیں اور اگر صرف ان کو خوش کرنے کی غرض سے اور ان سے اختلاط رکھنے کے لیے اس زبان کو سیکھے اور اس ذریعہ سے ان کے یہاں تقرب حاصل کرنا چاہے تو البتہ اس میں حرمت وکراہت ہے۔

کسی علم میں بجائے خود کوئی خرابی نہیں ہوتی اور نہ کوئی زبان محض زبان ہونے کی وجہ سے غلط ہوتی ہے۔ تاہم ہر زبان اور ہر علم کسی نہ کسی انسانی گروہ سے وابستہ ہوتا ہے۔ یہ انسانی گروہ اگر خیر پسند ہو تو اس کی زبان اور اس کے علوم پر خیر پسندی کی روح چھائی ہوئی ہوگی۔ اور اگر وہ شر پسند ہے

تو اس کی زبان اور اس کے علوم بھی اپنے ساتھ اسی قسم کی فضا رکھتے ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں ہر زبان اور ہر علم اپنے ساتھ ایک تہذیب بھی رکھتا ہے۔ اگر زبان و علوم کو اس کی تہذیب سے الگ کر کے لیا جائے تو وہ خالص علمی چیز ہوگی البتہ اگر علم کے ساتھ اس کے اندر لپٹی ہوئی تہذیب کو بھی قبول کر لیا جائے تو گمراہ اقوام کی تہذیب ہونے کی صورت میں یہی چیز مضر اور قابل اجتناب بن جاتی ہے۔

زبان و علوم میں تہذیب کے اثرات مختلف راستوں سے داخل ہوتے ہیں یہاں میں اس کی چند مثالیں دوں گا۔

کسی تہذیب کے حامل افراد جو زبان لکھتے اور بولتے ہیں اور جو ان کے زیر سایہ ترقی کرتی ہے قدرتی طور پر اس کے اسالیب اس کی ترکیبیں اور اصطلاحات ان کے مخصوص تصور میں رنگ جاتے ہیں۔ قدیم عربی زبان ایک ایسی قوم کی زبان تھی جو گھوڑے اور شراب کی رسیا تھی۔ چنانچہ اس کی زبان بھی اس رنگ میں رنگ گئی۔ اس کے بعد اسلام کے ماننے والوں نے جب اس زبان کو اپنایا تو صرف آدھی صدی میں اس کو اس طرح بدل دیا کہ اس کے لفظ لفظ میں گویا اسلام کی بو محسوس ہونے لگی۔ یہی موجودہ زبانوں کا حال ہے۔ یونانیوں اور رومیوں نے چاند کی تانیث کر کے اسے دیوی قرار دیا۔ ان کے نزدیک یہ دیوی سیلین (ملکۂ شب) کے نام سے موسوم تھی۔ چنانچہ چاند کے جغرافیہ کے متعلق علم اب بھی سیلینو گرافی (SELENOGRAPHY) کہلاتا ہے۔ اسی طرح علما، جدید اسلام کے لیے محمڈن ازم (MOHAMMEDANISM) کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی ان کے مخصوص ذہن کی پیداوار ہے کیونکہ جدید ذہن مذہب کا تصور ایک الہامی یا خدائی چیز کی حیثیت سے نہیں کرتا، بلکہ وہ اس کو اسی طرح ایک شخص کی ذاتی تخلیق سمجھتا ہے۔ جیسے کسی شاعر کے اپنے ذہن کی تخلیق ہوتا ہے۔ اس مخصوص ذہن کے تحت جب اس نے اسلام کو ایک نام دینا چاہا تو خود لفظ اسلام اس کو ناکافی نظر آیا، کیونکہ اس میں تو صرف یہ مفہوم ہے کہ یہ دین اطاعت الٰہی کا دین ہے۔ چنانچہ اس کے تعارف کے لیے اس نے "محمڈنزم" کا لفظ استعمال کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین جس کو محمدؐ نے شروع کیا بالکل ویسے ہی جیسے مارکسی اشتراکیت کو اس کے مصنف کی طرف منسوب کرتے ہوئے مارکسزم MARXISM کہا جاتا ہے۔

تہذیب اسی طرح اپنے مخصوص تصورات کو اپنی زبان میں بھر دیتی ہے اور طویل مدت کے عمل سے یہ تصورات اس طرح اس میں رچ بس جاتے ہیں کہ الگ سے انہیں دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور آدمی بے سوچے سمجھے ان کو اپنے ذہن میں اتارتا چلا جاتا ہے۔ آدمی شعوری طور پر واقف نہیں ہوتا کہ اس نے فلاں لفظ یا فلاں ترکیب کے ساتھ فلاں عقیدے کو بھی اپنے اندر نگل لیا ہے، مگر ذہن کی زمین بہرحال نئے تصورات کے لیے ہموار ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل نئی زمین بن جاتی ہے اور اس کے باوجود آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ اس کا ذہن وہی ہے جو پہلے تھا۔

۲- تہذیب کا یہ طرز فکر جو الفاظ اور ترکیبوں میں ظاہوتا ہے وہی زیادہ واضح شکل میں خود علوم کی مختلف شاخوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے کا ہر وہ علم اس کی مثال ہے جو بے خدا تہذیب کے زیر سایہ پرورش پا کر نکلا ہے۔ ایسے تمام علوم اپنے آغاز سے لے کر انجام تک اس طرح سفر کرتے ہیں کہ کہیں ادنیٰ شائبہ بھی اس کا نہیں جھلکتا کہ یہاں کوئی خدا ہے یا کوئی دوسری زندگی ہے یا کوئی علم بذریعہ الہام بھی انسان کے اوپر القاء ہوا ہے۔ اس قسم کے تمام حقائق کو موجودہ علوم اس طرح نظر انداز کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں جیسے کوئی میل ٹرین اپنی تیزی میں چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں کو چھوڑتی چلی جا رہی ہو۔ گویا کہ یہ اسٹیشن اسٹیشن نہیں ہیں بلکہ محض فرضی گھنڈے ہیں اور ٹرین کو انہیں تسلیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوتا ہے کہ جو ان علوم کو پڑھتے ہیں وہ خواہ رسمی عقیدے کے طور پر خدا مانتے ہوں، مگر علمی اور شعوری حیثیت سے ان کا جو ذہن بنتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ یہاں خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ زمین و آسمان کے کسی بھی مقام پر انہیں خدا کی کوئی جھلک نہیں ملتی۔ کائنات کا وجود ان کو اپنے مطالعے میں ایک اتفاقی حادثہ کی پیداوار معلوم ہوتا ہے۔ دنیا کا سارا نظام ان کے علمی مشاہدے میں اپنے آپ بالکل فطری قوانین کے تحت چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جب وہ تاریخ کو پڑھتے ہیں تو انہیں نظر آتا ہے کہ تاریخ ایک محض انسانی ارادہ اور خارجی عوامل کے دو طرفہ اثرات کے تحت پیش آنے والا ایک واقعہ ہے غرض کسی علم میں ان کو فوق الفطری قوتوں کے آثار نظر نہیں آتے، بلکہ ہر جگہ معلوم فطری قوانین کی کارفرمائی دکھائی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ سماجی علوم کا مطالعہ کرتے ہیں تو جدید تحقیقات انہیں بتاتی ہیں کہ مذہب کوئی خدائی یا الہامی چیز ہی نہیں وہ تو محض ایک سماجی عمل ہے۔ جس طرح بہت سی سماجی روایات سماج میں غیر آسمانی اسباب کے تحت پیدا ہوئیں اور شکلیں بدل بدل کر باقی رہیں۔ اسی طرح مذہب بھی ایک سماجی پیداوار ہے۔ اس سے زیادہ مذہب کی کوئی حقیقت نہیں۔ موجودہ تعلیم گاہوں کی مثال سینما ہال سے دی جا سکتی ہے جہاں نمائش کے وقت صرف پردہ پر تصویروں کو حرکت کرتا ہوا دکھایا جاتا ہے اور بقیہ تمام روشنیاں بجھا دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے آدمی ان انتظامات سے بالکل اندھیرے میں ہو جاتا ہے جس کے تحت پردہ پر نظر آنے والے واقعات ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ واقعات کو دیکھتا ہے، مگر ان انتظامات کو نہیں دیکھتا جو واقعات کے پیچھے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہماری جدید تعلیم گاہوں میں "کیا ہو رہا ہے"، کا منظر،

دکھایا جاتا ہے اور وہ تمام روشنیاں گل کردی گئی ہیں جو "کیوں ہو رہا ہے"، کا منظر طالب علم کو دکھا سکتی تھیں ان حالات میں ہمارے طالب علم کی مثال اس دیہاتی گنوار کی سی ہو گئی ہے جو پہلی بار سینما ہال کے اندھیرے میں داخل ہوا اور اپنی ناواقفیت اور محدود مشاہدہ کی وجہ سے سمجھ لے کہ پردہ پر نظر آنے والے واقعات خود بخود ہوئے چلے جا رہے ہیں ۔ ان کے پیچھے کوئی اور ہاتھ کام نہیں کر رہا ہے ۔ اسی طرح جدید علوم آدمی کو علمی طور پر بالکل بے دین بنا دیتے ہیں ۔ اس کی زندگی میں مذہب کسی شکل میں باقی بھی ہو تو اس کی حیثیت چھنگلیا سے زیادہ نہیں ہوتی ۔ جس کو بعض خاص طبیعت کے لوگ لٹکائے پھرتے ہیں اور بعض غیر ضروری سمجھ کر اس کا آپریشن کرا دیتے ہیں ۔

۳ - اسی طرح ماحول بھی اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ تہذیب جس طرح الفاظ اور معانی میں اپنا رنگ بھرتی ہے ، اسی طرح وہ اپنے نظریات اور مزاج کے مطابق ماحول بھی بناتی ہے ۔ جب ایک طالب علم داڑھی رکھنے کی وجہ سے اپنے کالج میں "مولوی جی" کا خطاب پاتا ہے اور جب ایک طالبہ کو گرلز اسکول میں دوپٹہ اوڑھ کر جانے کی بنا پر اس کی ہم سبق لڑکیاں "ملانی بی" کہہ کر چڑاتی ہیں ۔ تو یہ دراصل ایک تہذیب ہوتی ہے جو ماحول کی زبان سے بول رہی ہوتی ہے ۔ اسی طرح تہذیب ماحول کو اپنے مخصوص مزاج کے مطابق ایک لباس عطا کرتی ہے اور اس کو مختلف پہلوؤں سے اس طرح مزین کرتی ہے کہ اس کے دائرے میں صرف وہی ایک باوقعت لباس نظر آتا ہے اب جو شخص اس کے احاطہ میں کوئی مختلف لباس پہن کر داخل ہوتا ہے ۔ وہ کچھ دن تک تو اپنی سابقہ عادت کو برقرار رکھتا ہے ، مگر بہت جلد ماحول اسے محسوس کرا دیتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو کارٹون بنائے ہوئے ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زیادہ دن گزرنے نہیں پاتے کہ وہ اپنے سابق کارٹونی لباس کو اتار کر اپنے ماحول کا لباس پہن لیتا ہے اور "مہذب" انسانوں کی طرح اس کے اندر رہنا شروع کر دیتا ہے ۔ یہ صورت حال اس قدر عام ہے اور ہر بستی میں اس کی اتنی کثیر مثالیں موجود ہیں کہ اس پر کسی تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ۔

۴ - اس سلسلے میں یہاں میں ایک اور چیز کو شامل کروں گا جو مخصوص طور پر کسی تہذیب کا منطقی نتیجہ تو نہیں ہے ، مگر موجودہ تہذیب کے ساتھ کم از کم فی الحال وہ یقینی طور پر وابستہ ہے ۔ اس سے میری مراد آمدنی کی زیادتی ہے ۔ کسی عربی درس گاہ کا طالب علم اپنے مدرسہ میں اوّل آئے تو اس کو زبانی شاباش کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا ۔ جب کہ جدید علوم کا ایک طالب علم امتیازی نمبروں سے پاس ہو تو وہ فوراً قیمتی وظائف کا مستحق قرار پاتا ہے ۔ قدیم طرز کی درس گاہ میں ریسرچ کے طلبا کو پچاس ساٹھ روپے مہینے پانا بھی مشکل ہے ۔ جب کہ جدید یونیورسٹیوں میں ریسرچ اسٹوڈنٹس کو سینکڑوں روپے ماہوار اور دیگر الاؤنس دیئے جاتے ہیں ۔ پھر جب وہ کامیابی کے ساتھ اپنے تعلیمی مرحلے کو پار کرلے تو اس کے لیے بیش قیمت بیرونی وظائف اور اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔

جدید تعلیم کے ساتھ اس مادی پہلو کے الحاق نے اس کو زبردست فتنہ بنا دیا ہے ۔ اب ہوتا یہ ہے کہ جو شخص اس میدان میں کامیاب ہو فوراً اس کا معیارِ زندگی بڑھ جاتا ہے ۔ زندگی کے تعیشات اس کے لیے ضروری ہو جاتے ہیں ۔ ترقی کے امکانات کی موجودگی کی وجہ سے ہمیشہ اس کی بہترین توجہ ایسے سراغ ڈھونڈھنے میں لگی رہتی ہے جس سے وہ اور زیادہ بڑی تنخواہ یا اور زیادہ اونچا منصب حاصل کرلے ۔ وہ دیکھتے دیکھتے دنیا پرست بن جاتا ہے ۔ وہ عیش اور سہولت کا عادی ہو جاتا ہے ۔ وہ دولت کو سب سے بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے ۔ دنیا کے ساز و سامان کے ہجوم میں آخرت کا خیال اس کے ذہن سے یا تو نکل جاتا ہے ، یا کم از کم دھندلا پڑ جاتا ہے ۔ وہ ان سطحی آدمیوں کی طرح بن کر رہ جاتا ہے جو بس مادی ظواہر میں پلٹے رہتے ہیں اور لطیف حقیقتوں کی انہیں کوئی خبر نہیں ہوتی ، بلکہ وہ اس سے اتنا زیادہ ناآشنا ہو جاتے ہیں کہ ان کا مذاق اڑانے لگتے ، گویا کہ ایسی حقیقتیں سرے سے موجود ہی نہیں ۔

جدید تعلیم کے ساتھ قباحت کے یہی پہلو ہیں جو اس طرف سے لوگوں کو متوحش بنا دیتے ہیں اگر یہ مجرد تعلیم ہوتی اور اس کے ساتھ تہذیب کی خرابیاں لپٹی ہوئی نہ ہوتیں تو اس سے روکنے کا کوئی سوال نہ تھا ۔ وہ واحد چیز جس نے اس سے قطع تعلق کا ذہن پیدا کیا ۔ وہ اس کا یہی پہلو ہے یہ پہلو گو اضافی ہے ، مگر وہ اس کے ساتھ اس طرح شامل ہو گیا ہے کہ ہم دونوں کو الگ نہیں کر سکتے ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے لیے امید کی کوئی صورت نہیں ، کیا لازماً اس تعلیم سے الگ رہنا ہی ہمارے لیے ایک صحیح رویہ ہے اور اس سے وابستگی کی کوئی بھی صحیح شکل نہیں ہو سکتی ۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے لیے امید کی ایک صورت موجود ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ اس تعلیم کو فی الحال ہم اس کے اپنے دائرے میں تہذیب سے الگ نہیں کر سکتے ، مگر اپنے ذہن میں یقینی طور پر اس کو الگ کر سکتے ہیں اور اس وقت ہم کو یہی کرنا چاہیے ۔

ہماری قوم کے نوجوان اگر پہلے اپنے دین کو جان چکے ہوں ، اس کو سختی سے پکڑ لیں اور لینے کے لیے نہیں ، بلکہ دینے کے جذبے کے تحت جدید اداروں میں گھسیں تو یقیناً ان کا تحصیل علم نہایت مبارک ہوگا اور خود دین کے لیے بے حد مفید ہوگا ۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان نوجوان جدید علم کو پڑھ پڑھ کر جس انجام سے دوچار ہوئے اس کا سبب کالجوں اور یونیورسٹیوں سے بڑھ کر خود ان کے اپنے اندر ہے ۔

باقی ص ۱۲ پر

حاصل مطالعہ

مولانا محمد یوسف رحمانی

# اقوال

## حضرۃ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

۱ قرآن حکیم انسانیت کی ترقی کے لیے ایک ایسا صالح فکر پیش کرتا ہے کہ جس میں انسانیت کے سب پہلو آجاتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے انسانی سوسائٹی کی معاشی اصلاح بھی ہوتی ہے اور معادی تیاری بھی۔

۲۔ قرآن حکیم کا پروگرام حقیقت میں پارٹی پالٹیکس کے اصول پر صحیح اترتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ صرف ایک خیال رکھنے والوں کو اکٹھا کرتے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اصول پر کام کیا اور ان مٹھی بھر لوگوں کو جمع کیا جو قرآن کے سارے قانون کو دل وجان سے کامل طور پر بلاشرط مانتے تھے۔

۳۔ پس قرآنی تحریک کی ترقی ایسی ہے جیسے کھیتی کا نشوونما پانا۔ یہ جھومنتر کا کام نہیں ہے ارتقائی کام ہے۔ یہ طبعی چیز ہے، ہو کر رہے گی، مگر بعض لوگ جن کی نظر قرآن پر گہری نہیں ہے، طبعی رفتار کو دین سے الگ کرتے ہیں۔

۴۔ اسلام جس انقلاب کا نام ہے، اس میں دفاع بھی ہے اور ہجوم بھی۔ دفاعی جنگ سے تو کوئی منکر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس میں حملہ آور کو جو نقصان پہونچے اس کی ذمہ داری مدافعت کی ذمہ داری مدافعت کرنے والوں پر عاید ہوتی ہی نہیں، لیکن ہجومی جنگ میں ہجوم کرنے والوں پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے، خصوصاً جب انقلاب اللہ تعالٰے کے حکم کے ماتحت ہو۔

۵۔ جب مسلمان تمام قوموں میں سے ظلم اور جہالت دور کرنے کا پکا ارادہ کرلیں اور اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیں تو وہ ضرور غالب آئیں گے۔ یہی انقلاب ہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے گا۔ اور ان کی انقلابی جماعت چاہے وہ چھوٹی ہی ہو بہت بڑی ارتجاعی طاقت پر غالب آجائے گی۔ کیونکہ اس انقلاب کی بنیاد علم وعقل اور عدل پر ہے۔

۶۔ اب جب کہ دنیا کے کسی خطے میں بھی سرمایہ شکن خداپرست طاقت برسراقتدار نہیں ہے؛ ضروری ہے اور انسانیت کا طبعی تقاضا ہے کہ سرمایہ شکنی اور خداپرستی کے مجموعی پروگرام پر انقلاب برپا ہو۔ یہ انقلاب کس خطہ میں ہوگا کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

۷۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہماری تباہی کے یہی دو سبب ہیں۔ ہماری قوم کا ایک حصہ تو قرآن مجید سے بالکل ہی محروم ہے اور دوسرا حصہ اس ترقی کو غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے موجودہ خراب نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

۸۔ میرا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کا سنگِ بنیاد مذہب ہے۔ بغیر مذہب کے مسلمان ترقی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حقیقی قومی ترقی کے لیے جس ایثار اور قربانی کی ضرورت ہے اس کے سنگ بنیاد صرف دو ہی چیزیں ہو سکتی ہیں اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ ہمیشہ قوموں کی ترقی میں انہی دونوں سے کام لیا گیا ہے۔ یا مذہب یا حب وطن۔ مذہبی جذبہ کے مقابلہ میں حب وطن کا جذبہ مسلمانوں میں بہت ہی کمزور رہا ہے اور اس لیے مسلمان صرف مذہب ہی سے متاثر ہو کر حقیقی ترقی کی شاہراہ پر قدم زن ہو سکتے ہیں۔

۹۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے میں معاشی عدل اور سیاسی عدل انہیں بنیادوں پر قائم ہونا چاہیے جن پر یہ عدل خاندان میں قائم ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح ماں باپ اپنے بچوں کو غذا بہم پہونچاتے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت اور صحت و تفریح کا سامان کرتے ہیں۔ ان کی غلطیوں پر رحم آمیز عدل سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ ایک اچھی حکومت بھی اسی طرح کرتی ہے۔

۱۰۔ یہاں ہم اس جملے کو صراحتہ دہرانا چاہتے ہیں کہ انسانیت کی خدمت کرنا ہر ایک شریف آدمی کا طبعی فرض ہے۔ جس طرح ماں باپ بچے کی خدمت بے غرضی کے ساتھ کرتے ہیں اسی طرح ایک شریف انسان اپنے احاطہ انسانیت کی خدمت کرنا اپنا طبعی فرض جانتا ہے۔

۱۱۔ جو شخص خدا کے ساتھ عہد باندھ کر توڑتا ہے وہ اپنی جان خطرہ میں ڈالتا ہے۔ جماعتی سیاست میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص پارٹی کے ڈسپلن کو قبول کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ جب وہ اپنی جماعت کے فیصلے کے خلاف کوئی حرکت کرنے لگے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے خلاف ضابطے کی انتہائی کارروائی

باقی ص ۱۶ پر

تحریر: طاہر احمد

# اسوان بند۔ عربوں کے قومی فخر کی علامت!

## مصری معیشت پر ہر پہلو سے شاندار اثرات پڑے ہیں

## صدر ناصر مرحوم کا خواب پورا ہو گیا۔۔۔

دریائے نیل مصر کی تاریخی سرزمین پر ہزاروں سال سے بہ رہا ہے۔ اس کے کناروں پر مصری فرعونوں کے قدیم معبد اور اہرام ابھی تک کھڑے ہیں جنہیں مصری غلاموں نے تعمیر کیا تھا، لیکن اب مصری عوام کسی کے غلام نہیں ہیں وہ آزاد ہیں اور ان کے کڑیل ہاتھوں نے دریائے نیل کی سرکش لہروں کو زنجیر پہنا دی ہے اب دریائے نیل حقیقت میں مصری عوام کے لیے ترقی اور زندگی کی علامت بن گیا ہے اب اس میں ہر سال کی طرح سے سیلاب نہیں آتا اب اس پر تعمیر شدہ اسوان بند نے نہ صرف دریائے نیل کے پانی کو سیلاب میں بدلنے سے روک دیا ہے بلکہ اب دریا کا وہ بہت سا پانی ضائع ہو کر سمندر میں جانے سے بھی رُک گیا ہے جو صدیوں سے اسی طرح ضائع جا رہا تھا۔ نہ صرف اس کی وجہ سے دریائے نیل کے ساتھ ساتھ ان گنت نہریں تعمیر کی جا رہی ہیں اور آبپاشی میں نمایاں توسیع ہو رہی ہے بلکہ اسوان بند اور اس کے بجلی گھر سے بجلی کی بھاری مقدار تیار کی جا رہی ہے۔ اس طرح اسوان بند کے حقیقی خالق اور عرب قوم پرستی کی تحریک کے قائد اعلیٰ صدر ناصر مرحوم کا وہ خواب پورا ہوتا نظر آ رہا ہے جو انھوں نے مصر کو ایک صنعتی طاقت بنانے کے بارے میں دیکھا تھا۔

عرب قوم پرستی اور سامراج دشمنی کی تاریخ سے آنکھیں ملا کر دیکھیے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اسوان بند تیسری دنیا کی طاقت اور سامراج دشمن بیداری کی علامت ہے۔ یہ عرب دنیا اور خصوصاً مصر کو مغربی طاقتوں کی اطاعت اور دباؤ سے نکالنے کی پُرعزم کوشش ہے۔ یہ عرب دنیا کی اقتصادی آزادی، خودکفالت اور قومی تحریک آزادی کی پُرغرور علامت بھی ہے۔ اس کی تعمیر نے مصر میں تمام سامراجی فرعونوں کو دفن کر دیا ہے۔ اس تمام پروپیگنڈے اور شبہ کے باوجود ان دنوں بعض حلقے اسوان ہائی ڈیم کی افادیت کے بارے میں کر رہے ہیں یہ ڈیم مصری معیشت کی ترقی اور خوشحال مستقبل کی امید بنا ہوا ہے۔ عالمی بینک اور دوسرے اہم مالی ادارے اسوان بند کی افادیت کو تسلیم کر رہے ہیں۔ اسوان بند کے بارے میں جس کی تعمیر کا آغاز صدر ناصر مرحوم کے دور میں سوویت امداد اور مہارت سے کیا گیا تھا یہ شبہات کئی مقاصد کی بناء پر ظاہر کیے جا رہے ہیں۔ ایک مقصد اس کا عرب سوویت تعلقات کو مکدّر کرنا بھی ہے ان شبہات کا لب لباب یہ ہے کہ اسوان بند کی تعمیر سے سیلاب رک گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے مٹی کی زرخیزی کم ہونے کا اندیشہ ہے اسوان ڈیم کے ذریعہ جس پر کام گیارہ سالہ عرصہ میں ۹ر جنوری ۱۹۶۰ء کو شروع ہو کر ۱۵ر جنوری ۱۹۷۱ء کو اربوں پونڈ کے خرچ سے مکمل ہوا ایک نہایت طاقت ور پن بجلی گھر اور آبپاشی کے لیے پانی کا ذخیرہ کرنے والی جھیل تعمیر کی گئی ہے۔ اس وسیع جھیل کا نام ناصر جھیل ہے اور اس کے پانی سے نہریں نکالی گئی ہیں جو مصر کے وسیع علاقے کو سیراب کر رہی ہیں۔ اسوان بند کی نکتہ چینی کا مطلب صدر ناصر مرحوم اور ان کی ساری سامراج دشمن پالیسی پر نکتہ چینی ہے۔ بہرحال نکتہ چینی کرنے والے بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اسوان بند کی تعمیر سے مصری زراعت آب پاشی اور بجلی کی سپلائی میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے پانی سے سال میں ایک کی بجائے تین تین فصلیں اگائی جا رہی ہیں۔ صحرائی بنجر زمین کو لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور طاقتور جنریٹروں سے بجلی کی سپلائی بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آب پاشی کے ہر ڈیم یا بیراج کی طرح اسوان بند کی نہروں کی وجہ سے بھی سیم اور تھور کا خطرہ بڑھ گیا ہے اس کے سدباب پر یقیناً توجہ دی جا سکتی ہے اور یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں۔ اسے اسوان بند کا نقص قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اس طرح دریائے نیل کے سالانہ سیلابوں میں کمی یا خاتمہ کا تصور بھی اسوان بند کے خالقوں کے ذہن سے اوجھل نہ تھا۔ صدر سادات ان تمام اندیشوں اور شبہات کے بارے میں ماہرین سے ایک تفصیلی سروے

بھی کرائیں گے جس سے تمام نکتہ چینی کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔

اب اسوان بند کی تعمیر کے ان اثرات پر نظر ڈالیے جو مختصر عرصہ میں مصری معیشت پر پڑے ہیں۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ اس وقت شمالی اور وسطی افریقہ کے متعدد ملک مثلاً حبشہ، سوڈان، نائیجیریا، سینیگال اور ماریطانیہ خوف ناک خشک سالی اور قحط سے دوچار ہیں لیکن مصر جو آج بھی "دریائے نیل کا تحفہ" ہے وافر مقدار میں پانی زرخیزی اور فصلوں کی پیداوار سے مالا مال ہے حالانکہ اس عرصے میں دریائے نیل میں پانی کی سطح ساٹھ سال میں سب سے کم رہی ہے اسوان بند جو مصری اور سوویت عوام اور حکمرانوں کی دوستی کی لافانی یادگار ہے مصری صنعت و حرفت، برقی سپلائی، زراعت اور سماجی ترقی میں بڑا اہم رول ادا کر رہا ہے اس بارے میں خود مصری حکومت اور عرب ماہرین میں کوئی اختلاف رائے نہیں، غیر جانبدار مبصرین کے مطابق اسوان بند کی تعمیر سے سیلاب رک گئے اور ستر لاکھ ایکڑ اراضی محفوظ کر لی گئی اس طرح قومی آمدنی میں ہر سال تقریباً دس کروڑ پونڈ کا اضافہ ہو رہا ہے اسوان بند کی نہروں سے پوری طرح کام لیا گیا تو مصری اراضی پر کاشت میں تیس فی صدی اضافہ ہوگا۔ اس بند سے کل مصری ضرورت کی بجلی کا نصف حصہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس برقی پیداوار سے مصر میں فولاد المونیم، انجینیرنگ مشینری کی ڈھلائی، تیل صاف کرنے کی صنعت اور کیمیائی صنعت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے دیہات اور شہروں میں بجلی پہنچا دی گئی ہے۔ صرف سنہ ۷۴ء کے دوران اسوان پن بجلی گھر سے تقریباً ۴ ارب ۵۰ کروڑ کلو واٹ گھنٹے کم خرچ بجلی سپلائی کی گئی۔ یہ ملک میں برقی پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہے مصر میں برِّ اعظم افریقہ کا سب سے طاقتور اور بڑا گرڈ تیار کیا گیا ہے۔ اسوان بند کی بدولت مصر میں کپاس اناج اور پھلوں کی کاشت میں نمایاں ترقی کی ہے اس طرح زراعت کی ترقی نے کسانوں کو خوشحالی سے ہمکنار کیا ہے۔ بجلی کی زائد پیداوار سے جو صنعتی پھیلاؤ ہوا ہے اس سے مصری عوام کو روزگار کے زیادہ مواقع ملے ہیں۔ ان کی صنعتی پیداوار اور زرمبادلہ کی آمدنی بڑھی ہے۔

اسوان بند کی تعمیر کی کہانی عربوں کی سامراج دشمن اور قومی غیرت کی کہانی ہے۔ جب مصر نے امریکہ کے دباؤ میں آ کر جان فوسٹر ڈلس کے دور میں فوجی معاہدے میں شمولیت سے انکار کر دیا تو امریکہ اور دوسرے مغربی ملکوں نے مصر کو اسلحہ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر مصر نے چیکوسلواکیہ سے رجوع کیا اور یہ اسلحہ حاصل کر لیا، اس پر مغربی طاقتیں بہت مشتعل ہو گئیں اور انھوں نے مصر کی اقتصادی امداد اور قرضے بند کر دیے۔ اس کا بدلہ صدر ناصر نے مغربی طاقتوں پر کاری ضرب لگا کر یعنی نہر سویز کو قومی ملکیت میں لے کر دیا۔ مغربی اقتصادی امداد بند ہونے کا بدلہ انھوں نے اسوان بند کی سوویت امداد سے تعمیر سے لیا۔ مغربی ملکوں نے پہلے ہی اسوان بند کی تعمیر کے لیے مصر کو تمام امداد اور قرضے روک دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس مرحلے پر عرب اتحاد کے داعی ناصر نے سامراج دشمنی سے کام لیا اور سوسلسٹ طاقتوں کے تعاون اور امداد سے اسوان بند کھڑا کر دیا۔

### بقیہ علما اور جدید تعلیم

ان کی سطحیت اور دین سے بے تعلقی نے یہ نتائج اس شدت کے ساتھ پیدا کر دیئے ہیں، اگر وہ اپنے دین کی عظمت کو سمجھتے اور سطحی چیزوں سے متاثر ہونے کے بجائے اعلیٰ مقاصد پر ان کی نگاہ ہوتی تو وہ فرعون کے گھر سے موسیٰ بن کر نکلتے اور یہی مسلمان کی اصلی شان ہے۔

قوم کے نوجوانو! مغربی زبانیں سیکھو، مگر شاہ عبدالعزیز صاحب کے الفاظ میں اسلام کی ترجمانی کرنے کے لیے، یورپ اور امریکا جاؤ مگر وہاں متاع ایمان لٹانے کے لیے نہیں، بلکہ گمراہ دنیا کو حق کا پیغام پہونچانے کا شدید احساس حاصل کرنے کے لیے۔ زندگی کے ہر شعبے میں گھسو اور ہر بلندی پر پہونچو، مگر سچا اور پکا مسلمان ہونا تمہاری نمایاں ترین خصوصیت ہو۔ تہذیب کے مرکزوں میں جاؤ، مگر محمد علی اور اقبال بن کر لوٹو تمہارا صرف ماضی ہی شاندار نہیں ہے، بلکہ آج بھی اعلیٰ ترین مثالیں تمہارے درمیان موجود ہیں۔ تم ایک ایسے دین کے حامل ہو جو سارے ازموں اور تہذیبوں سے برتر ہے، پھر تم کہاں بھولے جا رہے ہو۔ تم نے زندگی کا ایک ایسا اعلیٰ مقصد وراثت میں پایا ہے جس کے آگے ساری دنیا ہیچ ہے۔ پھر دنیا کی سطحی نمائشوں میں کیسے کھوئے جا رہے ہو۔ جدید علوم کا شکار ہونے کے بجائے خود جدید علوم کے میدان کو اپنی شکارگاہ بناؤ۔ دنیا سے متاثر ہونے کے بجائے خود دنیا پر چھا جانے کا ذہن پیدا کرو۔ زمانے کے رنگ میں رنگنے کے بجائے خود زمانے کو اپنے رنگ میں رنگ ڈالو۔ ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کے قلم سے

سفرنامہ شیخ الہند رح

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کا سفرنامہ حجاز و مصر نیز اسارت مالٹا کی ولولہ انگیز روداد، حکومتِ برطانیہ کے خلاف جہادِ آزادی کی ایمان افروز سرگزشت، اسیرِ مالٹا کے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کی زندۂ جاوید داستان، شیخ الہند رح کی انقلاب آفریں شخصیت اور حریتِ دین و وطن کا مستند تذکرہ، تاریخِ آزادی برِّ صغیر کا درخشاں باب، اسلامی سیاست و فراست اور عزیمت و استقامت کا عظیم المثال مرقع۔

مکتبہ محمودیہ
جامعہ مدنیہ
کریم پارک
لاہور

# حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ

# کی

# سیاسی زندگی

عُمیر الہاشمی

۱۸؍ اگست ۱۹۱۷ء کو ملکہ برطانیہ کا وہ مشہور اعلان شائع ہوا جس میں ہندوستانیوں کو حکومتِ خود اختیاری دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد لارڈ مانٹگیو (وزیرِ ہند) ہندوستان آئے ان کے سامنے مسلم لیگ اور کانگریس کا متحدہ سمجھوتہ "میثاق لکھنؤ" پیش کیا گیا۔ اس سے پیشتر حضرت مفتی صاحب انفرادی حیثیت سے تنقید کر چکے تھے لہذا اس موقعہ پر حضرت مفتی صاحب کی زیرِ قیادت علماء کرام نے یہ محسوس کیا کہ اگر وہ سیاسی تحریکوں میں شریک ہو کر مسلمانوں کی صحیح راہنمائی نہیں کریں گے تو ان کی طرف سے مزید غلطیاں سرزد ہونگی۔

## مسلم لیگ میں شرکت

چنانچہ اس مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ علماء کی معیت میں مسلم لیگ کے اس گیارہویں اجلاس دہلی منعقدہ ۱۹۱۸ء میں شریک ہوئے جو شیرِ بنگال مولوی فضل الحق کی زیرِ صدارت ہوا۔

## جشنِ صلح کا مقاطعہ

اس کے بعد ۲۳؍ نومبر ۱۹۱۹ء کو دہلی میں خلافت کانفرنس بھی مولوی فضل الحقؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میں بہت سے علماء بھی شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں حضرت مفتی صاحبؒ نے برطانیہ کے جشنِ صلح کا بائیکاٹ کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس کے الفاظ یہ تھے:

یہ جلسہ ان دل دوز واقعات کو پیشِ نظر رکھ کر جو سلطنتِ ترکی، خلافت، مقاماتِ مقدسہ اور سلطنتِ ایران سے متعلق اس صلح کے نتیجہ کے طور پر پیش آئے مذہبی نقطۂ نظر سے تجویز کرتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو جشنِ فتح میں کوئی حصہ نہیں لینا چاہیے۔"

یہ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہو گئی اس کی حمایت میں حضرت مفتی صاحب نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

"شرعاً ایسی حالت میں جب کہ مقاماتِ مقدسہ خلیفۃ المسلمین کے قبضہ سے باہر ہیں اور بغداد شریف، بیت المقدس اور نجف اشرف وغیرہ غیر مسلموں کے قبضے میں ہیں، مسلمان کسی طرح ایک ایسی صلح کی خوشی میں شریک نہیں ہو سکتے، جس کا نتیجہ اس وقت اس کے سوا کچھ نہیں نکلا کہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین کے قبضہ اقتدار سے ان کے ممالک نکال لیے گئے ہیں اور اسلام کی دنیاوی طاقت اور اقتدار کو زائل کیا جا رہا ہے۔"

آخر میں آپ نے فرمایا: "میں طبقۂ علماء سے ہوں اور شرعی نقطۂ نظر سے کہتا ہوں کہ مسلمان کسی ایسی صلح میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اگر ہوں گے تو گنہ گار ہوں گے۔"

اس تجویز کی تائید میں دیگر علماء کے علاوہ سیٹھ چھوٹانی اور مسٹر     گاندھی نے بھی تقریر کی تھی۔

## اتحادِ علماء کا احساس

دہلی میں خلافت کمیٹی کے قیام کے بعد حضرت مفتی صاحب نے یہ محسوس کیا کہ علماء کا ایک جداگانہ مرکز قائم ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے یہ خطرہ محسوس کیا تھا کہ اگر کسی سیاسی جماعت میں علماء انفرادی طور پر شریک ہوئے اور اس سیاسی جماعت نے کوئی غیر محتاط قدم اٹھایا تو اس موقعہ پر سب سے زیادہ آفت علماء پر آئے گی اس لیے انہوں نے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اس خلافت کانفرنس کے زمانے میں ہی اپنے ہم خیال علماء سے اس مقصد کے لیے گفت و شنید کا آغاز کیا

## خفیہ اجتماع

مگر مختلف الخیال اور مختلف العقائد علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا بہت مشکل کام تھا، اندیشہ تھا کہ حکومت علماء کے باہمی فرقہ وارانہ اختلاف سے فائدہ اٹھا کر علماء کو ایک مرکز پر جمع نہ ہونے دے گی۔ اس لیے اس اجتماع کو خفیہ رکھا گیا۔ ۱۹۱۹ء کے اس زمانے میں خلافت کمیٹی کا اجلاس سنگم تھیٹر متصل ایڈورڈ پارک دہلی (حال جگت ٹاکیز) میں ہو رہا تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ اجلاس ختم ہونے کے بعد صرف علماء کو اسی جگہ بلایا جائے چنانچہ

حضرت مفتی صاحب کی ہدایت کے مطابق مولانا احمد سعید صاحب اور مولانا آزاد سبحانی نے تمام علماء کی قیام گاہوں پر خفیہ طور پر اس اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی۔

## درگاہ سیدؒ حسن کا معاہدہ

جس روز یہ اجتماع ہونے والا تھا اسی روز صبح کو نمازِ فجر کے بعد بہت سے علماء درگاہ سید حسن رسول نماؒ میں جمع ہوئے جو اس زمانے میں ایک ویران اور دور افتادہ مقام پر تھی۔ (مگر آج کل نئی دہلی کے آباد اور پررونق علاقہ میں شامل ہے) ان تمام علماء نے اس بزرگ کے مزار کے قریب حاضر ہو کر یہ قول و قرار کیا۔

„ موجودہ گورنمنٹ کے خلاف ہماری کارروائیاں صیغۂ راز میں رہیں گی۔ حکومت کی جانب سے جو سختیاں ہم پر کی جائیں گی ان پر ہم ثابت قدم رہیں گے۔ نیز آپس میں عقائد کے اختلاف کو نہیں آنے دیں گے۔

## جمعیۃ علماء ہند کا قیام

اسی روز عشاء کی نماز کے بعد علماء کا جلسہ ہوا۔ جس میں تقریباً پچیس (۲۵) علماء شریک ہوئے اسی وقت سب علماء نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ تمام علماء ہند کی ایک جداگانہ جماعت قائم کی جائے اور اس کا نام "جمعیۃ علماء ہند" رکھا جائے۔ انہوں نے جمعیۃ علماء ہند کا عارضی صدر حضرت مفتی اللہ صاحب کو اور عارضی ناظم مولانا احمد سعید دہلوی کو مقرر کیا۔ اور مولانا سید داؤد غزنوی کی دعوت پر یہ طے پایا کہ جمعیۃ علماء ہند کا پہلا اجلاس دسمبر ۱۹۱۹ء میں بمقام امرتسر بصدارت مولانا عبد الباری منعقد ہو گا۔

نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کا سب سے پہلا دفتر مدرسہ امینیہ میں حضرت مفتی صاحب کے کمرہ ہی میں قائم ہوا۔ اس وقت کوئی محرر اور چپراسی نہیں تھا۔ بلکہ آپ خود اور مولانا احمد سعید صاحب اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب اپنے استاد حضرت شیخ الہند کی زندگی میں جمعیۃ علما ہند کے عارضی صدر رہے۔ وہ مالٹا میں نظر بند رہنے کی وجہ سے صدارت نہیں کر سکے اس لیے حضرت مفتی صاحب ان کی وفات تک عارضی صدر رہے۔ اس عرصہ میں کبھی آپ جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس کے صدر نہیں بنے بلکہ ہم عصر دوستوں کی صدارت میں کام کرنا آپ کی طبیعت کا خاص وصف رہا۔

حضرت مفتی صاحب کی زیرِ قیادت جمعیۃ علماء ہند نے برصغیر پاک و ہند کی آزادیٔ کامل نصب العین اپنے پیشِ نظر رکھا اور اس مقصد کے لیے آپ نے علماء کو متحد کرنے اور ان میں صحیح قسم کا سیاسی شعور پیدا کرنے میں انتھک کوشش کی۔

## رولٹ ایکٹ

حضرت مفتی صاحب نے اپنے ملک کی ہر سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۱۹ء رولٹ ایکٹ بل کے خلاف جب ستیہ گری کی تحریک شروع ہوئی تھی تو آپ نے اس میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آپ اس مقصد کے لیے حکمتِ عملی کے ساتھ پوشیدہ کام کرتے رہے

## شدھی کی تحریک

تحریک خلافت کے خاتمہ کے بعد جب ۱۹۲۲ء میں سوامی شردھانند نے شدھی کی تحریک جاری کی اور ہزاروں ملکانوں جو مسلمان تھے مرتد کر کے ہندو بنا لیا تو حضرت مفتی صاحب کانگریس اور ہندوؤں سے بعض معاملات میں اتحاد رکھنے کے باوجود اپنے مذہبی فرائض سے غافل نہیں رہے۔

## گرفتاری

۱۹۳۰ء میں ملک میں سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تو مفتی صاحبؒ مردانہ وار میدان سیاست میں نکلے اسی جرم میں آپ کی گرفتاری ۱۱ / اکتوبر ۱۹۳۰ء کو عمل میں لائی گئی۔ دسمبر ۱۹۳۱ء میں جمعیۃ علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا پہلا ڈکٹیٹر مفتی صاحبؒ کو مقرر کیا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے لیے ۱۱ / مارچ ۱۹۳۲ء بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی سے ایک لاکھ افراد پر مشتمل جلوس نکالا۔ پولیس نے بے تحاشہ لاٹھی چارج شروع کیا اور مولانا کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا، مگر حضرت مفتی صاحبؒ کے پایہ استقلال میں اضمحلال نہ آسکا۔ بالآخر بدیشی حکمرانوں کو ملک آزاد کرنا پڑا۔

(تفصیلات کیلئے "بیس بڑے مسلمان")

شوگر
ذیابطیس
کا مکمل علاج۔
امراض پوشیدہ مردانہ و زنانہ کا خصوصی علاج
حکیم حافظ محمد یونس گولڈ میڈلسٹ عقب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ

# لبنان کے خلاف اسرائیل کی جارحانہ اشتعال انگیزی

اسرائیل نے لبنان کے جنوب میں واقع "کفر شوبا" نامی گاؤں کو مسمار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ اس کے باشندوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے سے روکا جا سکے اور ان کے فلسطینی بھائیوں کے مابین اختلافات پیدا کیے جا سکیں یہ بات لبنان کے وزیر داخلہ نے ملک کے جنوبی علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد کہی جو گزشتہ چند دنوں سے اسرائیل کی گولہ باری اور بمباری کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس امن پسند گاؤں کے خلاف کھلے حملے کا ہم پر بے حد اثر ہوا ہے اور ہم جب بھی کسی گھر کو از سر نو تعمیر کرتے ہیں تو اسرائیلی اس پر پھر بم برساتے ہیں۔

اسرائیل نے "کفر شوبا" کے علاوہ نباتیہ اور بعض دیگر آباد علاقوں پر بھی گولہ باری کی ہے۔ اسرائیلی توپ خانہ اور فضائیہ کے پائلٹ اسکولوں اور رہائشی عمارتوں کو تاک تاک کر نشانہ بناتے ہیں۔ لبنان میں واقع فلسطینی مہاجروں کے کیمپوں پر وحشیانہ حملے کر کے اسرائیلی جارحیت پسند لبنانیوں اور ان کے مابین اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ان کے مابین تصادموں کو ہوا دی جا سکے۔

ترقی پسند عرب پریس نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ اسرائیل کی انٹیلی جنس سروس بھی ان بیرونی قوتوں میں شامل ہے جن کا بیروت میں رونما ہونے والے حالیہ خونی واقعات میں پورا پورا ہاتھ ہے اسرائیل کی کمیونسٹ پارٹی نے تو اپنے ملک کی حکومت ہی پر براہ راست یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس نے "کتائب" پارٹی کے انتہا پسندوں کی حمایت کر کے جنہوں نے فلسطین کو تحریک مزاحمت کے خلاف متعدد اشتعال انگیز کارروائیاں کیں، لبنان کے داخلی امور میں کھلی مداخلت کی ہے۔

لبنان کے خلاف کھلی جارحانہ کارروائیاں اور ملک میں اندرونی خلفشار پیدا کرنے کی کوششیں اسرائیل کی صیہونی قیادت کی جانب سے عرب یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ رابن حکومت لبنان کے خلاف حملوں کے ساتھ ہی ساتھ مصر پر ایک نام نہاد "جزوی معاہدہ" مسلط کرنے اور اردن کے حکام کو ایک علیحدہ معاہدہ کرنے پر آمادہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے مثلاً، مغربی پریس کی اطلاعات کے مطابق "تیز ہاک رابن" نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جزیرہ نما سینائی کے ایک انتہائی غیر اہم علاقے سے اسرائیلی مسلح افواج کی جزوی واپسی کے بدلے مصر طاقت استعمال نہ کرنے کا پابند رہے گا۔ اسرائیل کی ان نام نہاد "تازہ ترین پہل کاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے سیاسی مبصرین نے اس امر کی یاد دہانی کی ہے کہ طاقت کے عدم استعمال اور دوسرے ممالک کے علاقوں پر قبضہ نہ کرنے کا مطالبہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد میں شامل ہے جو ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء کو منظور ہوئی تھی۔ اس قرارداد کی غیر مشروط تعمیل اسرائیل سمیت مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک کی سلامتی اور خود مختاری کی بہترین ضمانت ہے۔

بہر کیف، اسرائیلی رہنماؤں کے منصوبوں میں امن کے حصول کے موجودہ حقیقی امکانات شامل نہیں ہیں انہوں نے فوجی طاقت کے ذریعہ عربوں پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی توقعات کو ترک نہیں کیا ہے۔ مثلاً اسرائیل کی بری فوج کے چیف آف دی جنرل اسٹاف نے پچھلے دنوں اعلان کیا کہ آئندہ پانچ سے دس سال میں اسرائیل کی فوجی برتری شک و شبہ سے بالاتر ہو جائے گی انہوں نے مزید کہا کہ اس مدت کے بعد اس خطے میں "خوف کا توازن" برقرار رکھا جا سکے گا۔

بہر حال یہ امکان اسرائیل کے تمام لوگوں کے لیے سازگار نہیں ہے۔ رابن پیریس کابینہ کی مہم پسندانہ روش کے خلاف ملک کے حکمراں کیمپ میں بھی احتجاج کیا جا رہا ہے جو روز بروز شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ "معارہ" بلاک میں جو اسرائیل کی مخلوط حکومت کی جان ہے پچھلے کچھ عرصے سے شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ جنرل فیڈریشن آف لیبر کے سابق سیکرٹری

رل ، بین اہارون ، اسرائیلی پارلیمنٹ میں مارام پارٹی کے نمائندے الیزر رو بنن اور یوسف سارو نے ، جو اسرائیل کی لیبر پارٹی کے ممتاز اور سرگرم کارکن ہیں اور اسرائیل کے بیشتر وزراء کا اسی پارٹی سے تعلق ہے مطالبہ کیا ہے کہ امن کی جانب بڑھنے کے لیے حکومت ایک واضح منصوبہ مرتب کرے۔ انہوں نے اس تنازعے کو طے کرنے کے لیے قدم بقدم حکمت عملی پر سخت تنقید کی ہے۔

لیکن اسرائیل کی سرکاری روش کا تعین سنجیدہ ذہن سیاستدان نہیں بلکہ وزیر دفاع شائمن پیریس جیسے جنگجو قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں شائمن پیریس نے ایک تقریب میں، جو فوجی انجینئروں اور افسروں کو فوجی اعزازات دینے کے سلسلے میں منعقد کی گئی تھی، ایک بار پھر کہا کہ وہ ملک کی فوجی قوت میں مزید اضافہ کرنے کے حامی ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اسرائیل کو سمندر پار سے جو زبردست امداد ملتی ہے اس کا مقصد مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کی آگ پر مزید تیل چھڑکنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے یہ امداد اسرائیلی رہنماؤں کو عربوں کے خلاف نئی نئی مجرمانہ کارروائیوں پر اکساتی ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال لبنان کے دیہات "کفر شوبا" اور دیگر آباد علاقوں پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری اور گولہ باری ہے

## بقیہ : اقوال اکابر

کی جا سکتی ہے اور وہ غداری کر کے سزا سے نہیں بچ سکتا ، مرنے کے بعد تو وہ خدا کے عذاب میں پڑے گا ہی ، اس دنیا میں بھی وہ بڑی سے بڑی سزا پانے کے لائق ہے۔

۱۲ ہم نے اشتراکی کارکنوں کو کام کرتے دیکھا ہم عش عش کر کے رہ گئے ، لیکن جب ہم نے کمیونسٹ حکمرانوں کو دیکھا تو ہمیں ان پر لعنت بھیجنا پڑی۔ ہم نے دیکھا زار کی قیصریت ان حکمرانوں کے گھروں میں ناچ رہی ہے۔ ان مشاہدوں اور تجربوں کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جماعت کی عزت سمجھ میں آتی ہے۔

۱۳۔ محض جوش کامیابی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ محض جذبۂ قربانی منزل مقصود تک پہونچانے کی ہمیشہ گارنٹی نہیں ہے ، بلکہ اس کے ساتھ ٹھنڈے دل سے سوچنے اور غور کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

۱۴۔ مشاورت کا اسلام میں بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن اسلامی حکومتوں کو مشورے خالی کر کے مطلق العنان جاہل حکمرانوں اور امیروں کا کھیل بنا دیا گیا۔ وہ مسلمانوں کی امانت (قومی خزانہ) سے اپنی خواہش پرستیوں پر روپیہ صرف کرتے ہیں وہ بڑی بڑی مصلحت کے مقابلے میں خیانتیں کرتے ہیں اور ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

۱۵۔ آج کل پروپیگنڈے کی طاقت توپ تفنگ کی طاقت سے زیادہ مؤثر مانی گئی ہے۔ ایام جنگ میں ۹/۱ طاقت پروپیگنڈا یا اعصابی جنگ کی تسلیم کی گئی ہے اور ۱/۱۰ آلات کے ذریعے جنگ کی۔

۱۶۔ انسانی معاشرے کی فکری زندگی کے لیے پروپیگنڈے کا وہی اثر ہے جو پودے کے لیے برف وغیرہ کا۔

---

## بقیہ : دس فرائض

### فریضۂ ثامن :

(التزام تعظیم شعائر اللہ)

آٹھواں فریضہ شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ شعائر اللہ چار ہیں۔ (۱) کتاب اللہ۔ (۲) رسول اللہ۔ (۳) بیت اللہ۔ (۴) صلوٰۃ اللہ۔ پانچ وقت کی نمازیں۔

### فریضۂ تاسع۔

(التزام رفاقت اولیاء الرحمٰن)

نواں اصول اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بیٹھنا ان کی مجلسوں میں حاضری دینا۔ ان کے ساتھ محبت رکھنا۔ حدیث شریف میں آیا :

وجبت محبتی للمتحابین فیها والمتجالسین فیها والمتزاورین فیها۔

میری محبت ان پر واجب ہو گئی جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی مجلس کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

### فریضۂ عاشر :

(التزام ذکر اللہ)

دسواں فریضہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

کان رسول اللہ یذکر علیٰ کل احیانہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں خدا کی یاد کرتے تھے۔ دنیا کے کاموں کے ساتھ زبان سے سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ درود شریف : اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔ پڑھتا رہے۔

ترجمان اسلام
میں
اشتہارات
دیکر ادارے سے تعاون فرمائیں

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر بی۔ اے بصیر پوری

# مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں!

پندرہ برس بعد خرکاروں کے چنگل سے نجات حاصل کر لی۔ (ایک خبر)

شکر ہے پندرہ برس بعد نجات حاصل کر لی۔ ورنہ ہمارے ملک نے ۲۷ سال کے بعد اب تک خرکاروں سے نجات حاصل نہیں کی۔

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ (عبدالحمید خاں)

آزاد کشمیر کی وزارتِ عظمیٰ حاصل کرنے سے بڑی آپ کونسی کوشش کر سکتے ہیں۔

سیمنٹ کی قلت دور کر دی جائے گی۔ (ایک بیان)

کیا سیمنٹ وسیع پیمانے پر بلیک میں فروخت کرنے سے ؟

وزیر اعظم بھٹو نے مفتی محمود کی عیادت کی۔ (ایک خبر)

وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

غریبوں اور مزدوروں کے خلاف خان قیوم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ (نصر اللہ خٹک)

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو نہ لٹاتا گھر کو میں

سماج دشمن عناصر کے خلاف مہم جاری رہے گی۔ (ایک بیان)

تو کیا ان کی سماج دشمنی ختم کرنے کے لیے انہیں ڈپو الاٹ کئے جائیں گے تاکہ وہ بلیک کرنے میں مصروف ہو جائیں ؟

دیہاتی ڈاکیوں کی تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافہ کیا جائے۔ (ایک مطالبہ)

تو پھر حکمرانوں کے      کے اخراجات کیونکہ پورے کئے جائیں گے۔

حزب اختلاف نے امن و امان کا مسئلہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو سختی سے نمٹا جائے گا۔ (حنیف رامے)

رامے صاحب اس معاملے میں پیپلز پارٹی کے کارکن زیادہ محنتی تجربہ کار اور برگزیدہ ہیں ویسے پہلے آپ کھر صاحب سے نمٹ لیں پھر کوئی دوسرا قدم اٹھائیں۔

طلبا دیہاتی عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ (ایک بیان)

تو شہری عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کون کرائے گا؟

تربوز کی خاطر گولی چلا دی۔ (ایک خبر)

گولی چلانے والا یقیناً بھوکا ہوگا۔ یا شاید یہ      ثابت کرنا چاہتا ہوگا۔ دھیلے کی پڑیا ٹکا سر منڈائی۔

لاہور میں بنک ملازمین کے ۱۶ لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ (ایک خبر)

حکومت نے شائد انہیں حزب اختلاف سے متعلقہ سمجھا ہو۔ اسی لیے گرفتاریوں میں وسیع پیمانہ استعمال کیا گیا ہے۔ ویسے آج کے دور میں پی۔ پی۔ پی سے الگ رہنا بھی تو جرم ہے۔

ملکی ترقی کے لیے محنت سے کام کریں۔ (نصر اللہ خٹک)

مہنگائی، فحاشی اور بدمعاشی کے معاملہ میں تو خوب محنت سے کام ہو رہا ہے۔

ہسپانوی صحرا کے بارے میں فوجی کاروائی پر سپین کا مراکش کو زبردست انتباہ (ایک خبر)

صحراؤں کے لیے تو مجنوؤں کو لڑنا چاہیے ملکوں کو لڑنا زیب نہیں دیتا۔

پیپلز پارٹی کے ارکان مکمل اتحاد رکھیں (ملک حاکمین)

کس کی قیادت پر کھر صاحب کی قیادت پر یا رامے صاحب کی قیادت پر یا دونوں کی ہی؟

میں پیپلز پارٹی کو بھٹو کا کنبہ سمجھتا ہوں۔ (حنیف رامے)

مگر اس کنبہ کے تمام افراد آپس میں لڑ رہے ہیں۔ حالانکہ کنبوں میں ایسی بات نہیں ہوا کرتی۔

یورپی سلامتی کی کانفرنس کی تاریخ میں ہر رکن ممالک کا اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ (ایک خبر)

ایشیا کی تباہی پر تو فوراً اتحاد ہو جاتا ہے۔

جاپانی کوہ پیماؤں نے کمپاٹر واٹر کی چوٹی سر کر لی۔ (ایک خبر)

یہ کون سا بڑا کام ہے ذرا پاکستان آئیں اور موجودہ تنخواہوں سے مہنگائی کی چوٹی سر کریں تو کوئی بات ہے۔

فوڈ ایکٹ کے تحت مقدمہ (ایک خبر)

یہ لوگ لازماً پی۔ پی۔ پی سے منعلق نہیں ہونگے اور یہ بھی نہیں جانتے ہونگے کہ چینی رکھا اور اسے بلیک کرنا پی۔ پی۔ پی سے باہر والے کسی شخص کے اختیار میں نہیں

# دینی مدارس کے منتظمین سے

زاہد الراشدی

۸ جولائی کو دار العلوم عثمانیہ ورکشاپی راولپنڈی میں راولپنڈی ڈویژن کے جماعتی امراء و نظماء اور کارکنوں کا اجلاس منعقد ہوا۔ جمعیۃ کے صوبائی نائب امیر حضرت مولانا قاری عبد السمیع صاحب سرگودھوی نے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اپنے زریں ارشادات سے شرکاء اجلاس کو محظوظ بھی کیا۔ آپ نے جماعتی احباب پر زور دیا کہ اپنی صفوں کو منظم کرنے اور جمعیۃ علماء اسلام کے حلقۂ اثر کو وسیع بنانے کے لیے پوری محنت اور تندہی کے ساتھ جد و جہد کریں۔

قاری صاحب کے خطاب بلیغ کے بعد راقم الحروف نے شعبہ نشر و اشاعت کے پروگرام اور سرگرمیوں سے اجلاس کے شرکاء کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر راولپنڈی کے اخبارات سے رابطہ کے لیے ۱۔ مولانا عبد المعبود ناظم نشر و اشاعت ضلع راولپنڈی ۲۔ جناب محمد افضال زیدی۔ ۳۔ جناب شیخ عبد الحکیم ۴۔ ایک اور دوست پر مشتمل کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جو مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی نگرانی میں کام کرے گی۔

اجلاس سے مولانا قاری محمد امین صاحب مہتمم دار العلوم عثمانیہ نے بھی خطاب فرمایا۔ شرکاء اجلاس سے جوش و خروش اور علماء و کارکنوں کی جوق در جوق شرکت کے لحاظ سے یہ اجلاس بھرپور اور راولپنڈی کی تاریخ میں ایک مثالی اجتماع تھا۔ اللہ تعالیٰ اسی جوش و خروش کے ساتھ ان بزرگوں اور احباب کو محنت کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔

## اکابر کی عیادت

اجلاس راولپنڈی کے بعد راقم الحروف، برادرم مولانا سعید الرحمٰن علوی کے ہمراہ حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی عیادت کے لیے ایبٹ آباد محترم جناب حاجی نادل خان صاحب کی قیام گاہ پر حاضر ہوا۔

الحمد للہ دونوں حضرات کی صحت کافی حد تک بحال ہو چکی ہے۔ عیادت کے ساتھ ساتھ متعدد جماعتی امور اور نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ کے پروگرام کے بارے میں بھی دونوں بزرگوں سے تبادلہ خیالات کیا اور ہدایات لیں۔

ایبٹ آباد سے روانہ ہو کر ہم دونوں یعنی راقم الحروف اور علوی صاحب ظہر کے وقت ہری پور پہونچے۔ پرانے قومی کارکن اور تحریک آزادی کے نامور مجاہد اور پاکستان طبی بورڈ کے رکن حضرت مولانا حکیم عبد السلام صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔ حضرت حکیم صاحب نے تحریک آزادی میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں اور اکابر کے ساتھ ابتدا سے ہی وابستہ ہیں۔ گذشتہ دنوں بعض "بزرگوں" نے باہمی تعلقات کے حوالہ سے اکابر کے ساتھ حضرت حکیم صاحب کی والہانہ وابستگی کو سبوتاژ کرنے کی سعی کی تھی، لیکن حکیم صاحب کے عزم و استقلال کے سامنے کوئی بات نہ چل سکی۔

حکیم صاحب موصوف کافی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازیں۔ ان کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام ہزارہ ضلع کے ناظم نشر و اشاعت جناب حکیم عبد الرشید انور صاحب سے (جو حکیم عبد السلام صاحب کے فرزند ہیں) بھی متعلقہ امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔

## دینی مدارس کے منتظمین سے:

ہری پور سے روانہ ہو کر راقم الحروف کو پشاور پہونچنا تھا۔ نوشہرہ سے ہماری بس پر ایک نوجوان سوار ہوا جو وضع قطع سے کسی دینی مدرسہ کا طالب علم معلوم ہوتا تھا۔ تھوڑی دور آگے چل کر اس نے پشتو میں بس کے مسافروں سے کچھ جملے کہے۔ پشتو سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے میں پوری بات نہ سمجھ سکا، البتہ مفہوم کچھ اس طرح سمجھ میں آیا کہ وہ اپنے آپ کو دینی طالب علم ظاہر کر کے خرچہ اور کتابوں کے لیے پیسے مانگ رہا ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے پیسے دیئے بھی یہ دیکھ کر مجھے دکھ ہوا اور شرمندگی بھی کہ کیا اس بات کی کسر باقی رہ گئی تھی، دینی مدارس اور طلبہ کو سرحد میں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، لیکن اگر طلباء یا ان کے نام پر بسوں میں مانگنے کے اس رجحان کی سختی سے حوصلہ شکنی نہ کی گئی تو احترام و اعتماد کی اس فضا کے مجروح ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ دینی مدارس کے منتظمین کو اس سلسلہ میں ضرور توجہ کرنی چاہیے۔

مغرب کی نماز کے وقت صوبائی دفتر پشاور پہونچا، متعدد جماعتی احباب سے خصوصاً جمعیۃ طلباء اسلام، کے سرگرم اور مخلص نوجوانوں سے بہت مفید بات چیت ہوئی۔ ان نوجوانوں کا جوش و ولولہ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دین حق کی خدمت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

رپورٹ : محمد یوسف ولی اللّٰہی

### جمعیتِ طلباءِ اسلام پنجاب کا دس روزہ تربیتی کیمپ

# "علماءِ حق کی قیادت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قیادت ہے": مولانا منظور احسن محمودی

## "نظم و ضبط کے بغیر کوئی جماعت ریت کی دیوار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی": اکرام القادری

## "ہر کارکن کو اپنی جگہ جمعیۃ کا داعی بن جانا چاہیے": رانا شمشاد علی خاں

---

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۵، ۶ جون کے فیصلہ کے مطابق ارکان شوریٰ کے لیے یکم جولائی سے دس روزہ تربیتی کیمپ مری سے سات میل دور لنگر کسی لوربن میں منعقد ہوا جس میں ۲۰ طلباء نے شرکت کی۔

تمام شرکاء کیمپ پوری دل جمعی کے ساتھ ہر پروگرام میں شریک رہے۔ اہم باتیں نوٹ کرتے تھے۔ پھر انفرادی اوقات میں ان پر تبادلہ خیالات کرتے تھے۔

تربیتی پروگرام کے دوران شہر سے دور اجنبی مقام پر کھانا پکانے کا انتظام طلبہ خود تقسیم کار کے ذریعے کرتے تھے بہر حال مری ایسے روح پرور اور نظاروں بھرے علاقے میں طلبہ کا زیادہ سے زیادہ وقت اجتماعی پروگراموں میں مصروف رہنا واقعی تعریف کے قابل ہے

تربیتی کیمپ سے حضرت مولانا منظور احسن محمودی مدظلہ مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی، جناب اکرام القادری، جناب رانا شمشاد علی خاں اور جناب حافظ طاہر نے مختلف نشستوں میں مختلف موضوعات پر خطاب کیا۔

حضرت مولانا منظور احسن محمودی مدظلہ نے اپنے مختلف خطابات میں طلباء کو بتایا کہ جس طرح ایک ظاہری انسان کی پرورش کے لیے ایک باپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعینہ ایک باطنی انسان بھی ہوتا ہے جس کی تربیت و پرورش کے لیے پیغمبر مبعوث کیے جاتے ہیں اور آج ان کے قائمقام علماء حق ہیں۔ جس طرح باپ پورے گھر کی زندگی کا سربراہ ہوتا ہے اسی طرح علماء حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے نائبین کی حیثیت سے پورے خلافتی نظام کے سربراہ ہوتے ہیں اسی لیے نوعِ انسان کی قیادت کے لیے علماء حق کا آگے آنا نہایت ضروری ہے۔

جناب اکرام القادری نے اپنے خطاب میں نظم و ضبط پر بہت زور دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ سے مختلف مثالیں دے کر تنظیم کی ضرورت کا احساس دلایا۔

جناب رانا شمشاد علی خاں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام کی کامیابی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیں اور اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ جمعیۃ کی دعوت کو اپنا فرض سمجھیں۔

جناب حافظ طاہر نے اکابرین کے سیاسی اور مجاہدانہ کارناموں کا ذکر کیا اور ان کی روشنی میں طلبہ کی تنظیم مضبوط بنانے پر زور دیا

### اوقاتِ کار

تربیتی کیمپ میں اوقات کی تقسیم درج ذیل طریق پر کی گئی تھی۔

۱۔ نمازِ فجر کے فوراً بعد درس

۲۔ ساڑھے سات بجے سے گیارہ بجے دوپہر تک تربیتی پروگرام جس میں مختلف موضوعات پر خطاب ہوتا تھا۔ اور پھر اس سے متعلقہ سوالات و جوابات۔

۳۔ نمازِ ظہر تا عصر کسی اہم کتاب کے اہم اقتباسات سناتے جاتے اور ان کی وضاحت کی جاتی۔

۴۔ نمازِ عصر سے نمازِ مغرب تک تفریح اور سیر کا اجتماعی پروگرام۔

۵۔ نمازِ عشاء سے رات گیارہ بجے تک کسی اہم موضوع پر خطاب اور دن کے لیکچروں سے متعلق سوالات

نوٹ:۔ نشست وار تفصیل آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

### ضلع بہاولنگر

صدر جمیعۃ طلباء اسلام ضلع بہاولنگر جناب محمد اکرم فیاض وٹو جنکے ہمراہ جناب خلیل احمد اعوان اور شکیل احمد بھی تھے نے شاخ بہاولنگر، ہارون آباد فقیروالی، فورٹ عباس اور منچن آباد کا تنظیمی دورہ کیا۔

بہاول نگر شہر میں بھی جمعیۃ کا کام بطریق احسن جاری ہے۔ پچھلے دنوں پورے شہر کا ایک تنظیمی اجلاس ہوا جس میں جناب محمد حسین توحیدی، جناب نعیم اللہ جناب عبید اللہ اور جناب شکیل احمد ساجد نے تقاریر کیں۔

## شادن لنڈ (ضلع ڈیرہ غازی خان)

صدر : جناب محمد اکبر ندیم

نائب صدر : 〃 منظور احمد

ناظمِ عمومی : 〃 غلام مصطفےٰ شیرانی

ناظم : 〃 عبد الحق

ناظم نشریات : 〃 فیض محمد

خازن : 〃 محمد لیاقت

## مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ

صدر : جناب الطاف الرحمٰن

نائب صدر : 〃 عبد الستّار

ناظم عمومی : 〃 سخی داد بے نوا خوستی

ناظم : 〃 احمد

ناظم نشریات : 〃 عبد الصمد

خازن : 〃 ثناء خاں

## دائرہ دین پناہ (مظفر گڑھ)

صدر : جناب شیخ عبد الستار فاروقی

نائب صدر : 〃 ملک محمد جمیل

ناظم عمومی : 〃 محمد اقبال

ناظم : 〃 محمد جاوید

خازن : 〃 شیخ عبد العزیز

## جوہر آباد (تحصیل خوشاب ضلع سرگودہا)

صدر : جناب احمد خان ٹیکنیکل ہائی سکول جوہر آباد

نائب صدر : جناب اظہر ندیم

ناظم عمومی : 〃 غلام حسن

## شیخوپورہ شہر

صدر : جناب نصیر احمد خاں

نائب صدر : 〃 خالد محمود چودھری

ناظم عمومی : 〃 ضیا الرحمٰن اعوان

ناظم : 〃 محمد اقبال

ناظم نشریات : جناب رضی الرحمٰن

خازن : جناب عطاء الرحمٰن

کنوینر محلہ رسول نگر شیخوپورہ : جناب رشید احمد

〃 پرانا شہر 〃 : 〃 امین الحق

〃 محلہ کرشن نگر 〃 : 〃 خالد حسین

## دل خراش حادثہ

پاکستان کی تاریخ میں دوسرے بڑے اندوہناک و المناک مری کے قریب بس حادثہ میں ۱۸ تا ۲۴ سال عمر کے ۴۶ طالبعلموں کی موت پر (جس میں جمعیۃ طلباءِ اسلام سے منسلک جناب محمد ادریس مرحوم اور جناب محمد یونس مرحوم بھی شامل ہیں) جناب محمد اسلوب قریشی جناب سید مطلوب علی زیدی، جناب میاں عارف، جناب جاوید پراچہ، جناب سید عبد الغفور شاہ جناب عبد المتین چودھری جناب رانا شمشاد علیخان جناب اقبال شیخ، جناب حافظ طاہر اور جناب بشیر قریشی نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ نصیب فرماتے اور والدین و لواحقین و احباب کو اس عظیم صدمے پر صبرِ جمیل عطا فرمائے "آمین"۔

الحمد للہ جمعیۃ طلباء اسلام کے جناب اظہر سلطان شیخ (جنرل سیکرٹری یونین سٹی کالج حیدر آباد) جناب لیاقت علی اور جناب اقبال اظہر اس حادثہ جانکاہ میں محفوظ رہے زخمی طلباء کی عیادت کے لیے ایک وفد جناب رانا شمشاد علی خاں صدر جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کی زیرِ قیادت سی۔ ایم۔ ایچ میں گیا اور انہیں اپنا ہر قسم کا تعاون پیش کیا۔

## حافظ آباد

جمعیۃ طلباء۔ اسلام حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ نے گورنمنٹ مسلم ہائی سکول اور ایم سی۔ ہائی سکول نمبر ۱ کے تقریباً پچیس غریب طلباء کو تقریباً ۔/۳۰۰ روپیہ کی کتابیں مفت تقسیم کیں۔

عزم نمبر ۶ : قیمت ۵۰ پیسے

## مدرسہ مفتاح العلوم حمادیہ بخشو واہن (ضلع خیرپور سندھ)

صدر : جناب حافظ گل محمد مدرسہ مفتاح العلوم

نائب صدر : 〃 نذر محمد سولنگی 〃 〃

ناظم عمومی : 〃 عبد القادر سولنگی گورنمنٹ ہائی سکول پیر جو گوٹھ

ناظم : 〃 محمد امین سولنگی 〃 〃 ماچھوں

ناظم نشریات : 〃 عبد الغنی سولنگی گورنمنٹ ممتاز کالج خیرپور

خازن : 〃 رضا محمد سولنگی 〃 〃 〃 〃

## چشتیاں (ضلع بہاول نگر)

کنوینر گورنمنٹ ہائی سکول : جناب خالد محمود شاہد

کنوینر حلقہ فرید کے : جناب محمد اکرم

## حلقہ ونگ محل (لاہور)

صدر : جناب فضل کریم

نائب صدر : 〃 اللہ بخش

ناظم عمومی : 〃 عبد الصمد آزاد

ناظم نشریات : 〃 غلام صدیق

خازن : 〃 شمس الرحمٰن حیدری

## حلقہ رسول پارک (لاہور)

صدر : جناب حافظ رشید احمد

نائب صدر : 〃 محمد نعیم بھٹی

ناظم عمومی : 〃 غلام محی الدین

ناظم : 〃 محمد شکیل

ناظم نشریات : 〃 جناب محمد امین

خازن : 〃 محمد جہانگیر خالد

## انتقالِ پُر ملال

۱۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی والدہ ماجدہ۔

۲۔ جناب علامہ احمد صاحب (گوجرانوالہ) کے والدِ گرامی۔

۳۔ جناب عبد الرحیم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام صادق آباد بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ جناب محمد اسلوب قریشی اور دیگر رہنماؤں نے ان مرحومین کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالےٰ انکی مغفرت فرما کر جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

**جمعیۃ سے اخراج :** فقیر محمد ہزاروی (بھمر حد) کو جمعیۃ طلباء اسلام کی بنیادی رکنیت سے خارج کر دیا گیا ہے۔

**شہر شہر سے**

**قمر ہاشمی**

# جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن نظام شریعت کنونشن کیلیے

# تیاریاں شروع کردیں

شعبہ تبلیغ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام :

## دارالمبلّغین

از ۲۳ر رجب مطابق ۲ر اگست ۔ تا ۲۳ر شعبان، مطابق ۳۱ر اگست ۱۹۷۵ء ۔ بمقام : دارالعلوم رحمانیہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ ۔

مندرجہ ذیل اساتذہ حسب ذیل عنوانات پر اپنی تحقیقات جماعتی کارکنوں اور طلبہ کو قلمبند کرائیں گے

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہٗ ۔ موضوع: حجیت حدیث و ضرورت فقہ ۔

۲۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حیات مدظلہٗ فاتح قادیان ۔ موضوع : رد عیسائیت و قادیانیت ۔

۳۔ فاضل جلیل حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب ۔ موضوع : علماء حق اور جدوجہدِ آزادی ۔

۴۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا حافظ سید محمد صاحب میانوالوی ۔ موضوع : رد رفض

۵ ۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب علوی ۔ موضوع : اسلام کا نظام عدل

۶۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی موضوع : رد شرک و بدعت

بیرونی طلبہ کے لیے محدود داخلہ کی گنجائش رکھی گئی ہے جن کے قیام وطعام کا انتظام دارالعلوم کے ذمہ ہوگا ۔

روزانہ صرف دو کلاسیں ہوں گی ۱ صبح ۸ر تا ۱۱ر بجے ۔ ۲ر ظہر تا عصر ۔ اس لیے گردونواح کے جماعتی کارکن اور آئمہ مساجد بھی آسانی کے ساتھ شرکت کر سکتے ہیں ۔

خط وکتابت مولانا محمد یوسف رحمانی مہتمم دارالعلوم رحمانیہ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ، کے نام کی جائے ۔ خواہش مند حضرات اس موقع سے فایدہ اٹھاتے ہوئے داخلہ کے لیے جلد رابطہ قائم کریں ۔

(المعلن ۔ ڈاکٹر غلام محمد ناظم ضلع)

## مولانا سعید الرحمٰن علوی ضلع لاہور

## کے ناظم ہوں گے ۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کا ایک اجلاس ۲۶ر جولائی کو مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ گیٹ میں زیر صدارت جناب عبدالحمید بٹ منعقد ہوا ۔ جس میں مرکزی ناظم انتخاب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ اور ناظم نشرواشاعت جناب زاہدالراشدی نے بھی شرکت کی ۔ قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ یکم شعبان سے ملک بھر میں شروع ہونے والی نئی رکن سازی کی مہم کو بھرپور طریقہ سے کامیاب بنایا جائے اور خصوصاً لاہور شہر میں جماعتی حلقہ کو از سرنو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پہ منظم کیا جائے ۔

آپ نے کہا ملکی سالمیت کے تحفظ اور نظام شریعت کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنا فرض صحیح طور پر انجام دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو پوری طرح منظم کریں اور اپنے وسائل اور صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں ۔

اجلاس میں متحدہ جمہوری محاذ نے قومی کنونشن کے موقع پر ہونے والے اخراجات کی منظوری دی گئی اور مولانا سعید الرحمٰن علوی کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کا ناظم اور جناب نذیر سیال صاحب کو ضلعی ناظم نشرواشاعت منتخب کیا گیا ۔

## نظام شریعت کنونشن

## کے متعلق ضروری ہدایات

کل پاکستان نظام شریعت کنونشن منعقدہ ۱۲ - ۱۳ر شوال ۹۵ھ بمقام گوجرانوالہ کی مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا عبید اللہ انور اور ناظم اعلیٰ مولانا مفتی عبد الواحد نے ملک بھر میں جماعتی کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ ابھی سے کنونشن کی تیاریاں شروع کردیں اور جماعتی کارکنوں کو کنونشن کی اہمیت، نظام شریعت کی ضرورت وافادیت اور جمعیۃ علماء اسلام کے نصب العین سے آگاہ کرنے کیلیے حلقہ وار اجتماعات رکھیں ۔

مجلس استقبالیہ کی طرف سے تفصیلی پروگرام کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا ۔

# جمعیت علما اسلام کراچی کی سرگرمیاں

## ضروری اعلان۔

ابوالمنیر حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی مدظلہم امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ نے ایک تحریری فرمان کے ذریعے تنظیمی امور اور جماعتی کارکردگی کی بہتری کے لیے کراچی جمعیۃ کو شرقی، وسطی اور غربی تین حصوں میں تقسیم کرکے کراچی ڈویژن جمعیۃ کے سابق امیر جناب حاجی دل مراد صاحب کو ہر سہ علاقوں پر سرپرست مقرر کیا ہے۔ حاجی دل مراد صاحب جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی کے امیر بھی رہیں گے۔

## ہدایات

جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے سرپرست حاجی دل مراد صاحب نے کراچی کے ارکان جمعیۃ سے عوامی رابطہ قائم کرنے اور ممبر سازی کے کام کو تیز کرنے کی اپیل کی ہے۔

نیز مقامی تشکیلات سے حاجی دل مراد صاحب سرپرست کراچی جمعیۃ کو پروگرام سے مطلع کرنے اور کارگذاری کی رپورٹ دینے کے علاوہ اپنے مراکز کو بھی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی ہے۔

## اطلاع:

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس اتوار ۲۰ رجولائی بوقت ۹ ربجے دن بمقام دفتر جمعیۃ علماء اسلام واقع دل مراد مسجد میوہ شاہ روڈ چاکیواڑہ منعقد ہو رہا ہے۔

تمام ارکان مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ سے وقت مقررہ پر شرکت کی اپیل ہے۔

## نوید مسرت

جمیع اکابرین و متعلقین کو یہ ملاحظہ فرماکر واقعی روحانی مسرت کا احساس ہوگا کہ جمعیت علماء اسلام کراچی ڈویژن کے سرپرست اور کراچی غربی کے امیر، بزرگ رہنما جناب حاجی دل مراد صاحب نے پندرہ ہزار روپے سے زاید مالیت کی ذاتی جگہ جس کا کرایہ یک صد پچاس روپے ماہانہ ہے جمعیۃ علماء اسلام کراچی کو دفتر کے لیے بلامعاوضہ مرحمت فرمائی ہے۔

ان شاء اللہ ۲۰ رجولائی بروز اتوار بوقت ۹ ربجے صبح جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہم، صوبائی اور شہری اکابرین و کارکنان کی موجودگی میں اس نئے دفتر کا افتتاح فرمائیں گے اور اسی روز بعد نماز عصر تقریب پرچم کشائی ہوگی

# اپیل

## من جانب ارکان مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی۔

کراچی جمعیۃ کے جملہ احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ افتتاح دفتر، تقریب پرچم کشائی اور دفتر کے فرنیچر وغیرہ کے لیے ناظم نشر و اشاعت، ناظم دفتر و رابطہ دفتر محمد سعید صابر سے مالی تعاون فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں

امید ہے کہ احباب کراچی جمعیۃ اپنے رفقاء کار کو بھی توجہ دلائیں گے اور خود بھی جمعیۃ علماء اسلام کے نصب العین کی کامیابی کے لیے تعاون فرماکر ملی و ملکی ترویج و ترقی کی خواہاں اس عظیم جماعت "جمعیۃ علما اسلام" کو مضبوط بنائیں گے۔

نیز افتتاح دفتر کی اس پرشکوہ تقریب سعید میں بیش از بیش تعداد میں شرکت فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

## خبریں:

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کا ایک اجلاس ۶ رجولائی ۹ ربجے صبح ختک منزل ڈرگ کالونی میں ہوا جس میں مولانا خان محمد صاحب کی جگہ مولانا قطب الدین صاحب کو نائب امیر اول اور مولانا خان محمد صاحب نائب امیر دوم کراچی شرقی بنایا گیا۔

اس اجلاس میں محمد سعید صابر کی جگہ جناب محمد اسحاق صاحب کو ناظم نشر و اشاعت مقرر کیا گیا۔ محمد سعید صابر نے کراچی غربی میں کام کی زیادتی کے باعث ناظم نشر و اشاعت کراچی شرقی کے عہدے پر کام کرنے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

## اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام کراچی غربی کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس اتوار ۶ رجولائی ۴ ربجے سہ پہر بمقام دفتر جمعیۃ علماء اسلام واقع دل مراد مسجد چاکیواڑہ منعقد ہوا جس میں حضرت درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہم کی صحت یابی کے لیے دعا کی گئی۔

## قرارداد۔

ایک قرارداد میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے تمام فیصلوں کا خیر مقدم کیا گیا اور اکابرین پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

ایک دوسری قرارداد میں مری کے ہولناک حادثہ بس میں طلبہ کی ہلاکت پر اظہار رنج و غم کیا گیا۔ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے دعائے صبر و اجر مانگی گئی۔ نیز پہاڑی علاقوں میں بسوں کی رفتار کم رکھنے کا مطالبہ کیا گیا۔

## علاقہ شرقی

جمعیۃ علماء اسلام علاقہ شرقی کے عہدیداروں کی ایک کمیٹی قائم کی جارہی ہے جو ہر حلقے کا دورہ کرکے علاقے میں جمعیۃ کے دفتر قائم کرے گی۔ تاکہ ہر علاقے میں ممبر سازی کا کام جلد از جلد ہوسکے

---

## "حضرت مولانا محمد شریف صاحب احرار کا کالا گوجراں میں قیام"

حضرت مولانا محمد شریف صاحب احرار سابق مرکزی

مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت دو جولائی سے جامع مسجد مدنی مہاجرین کالا گوجراں میں قیام پذیر ہیں۔

## بشارتِ عظمیٰ

تمام دینی مدارس کے طلباء و شائقینِ علوم اسلامیہ کو خوش خبری دی جاتی ہے کہ حسب سابق مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور میں امامِ انقلاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے طرز پر شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم و مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی تفسیر مع ربط آیات پڑھائیں گے۔ داخلہ ۱۵ ر رجب کو ہوگا۔ ۲۰ ر رجب کو دورہ تفسیر شروع ہوگا اور آخر شعبان تک ختم ہوگا۔ امسال رمضان المبارک میں ترجمہ نہیں ہوگا، کیونکہ ڈاکٹروں نے حضرت کو رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر پڑھانے سے روک دیا ہے۔

نوٹ: طلباء کے لیے خورد و نوش، قرآن مجید قلم کاغذ و دوات کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

من جانب:

اراکین مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ

خانپور۔ فون نمبر: ۱۱۸۰

## انتخاب

گوٹھ [illegible] کھوسہ تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد کا نیا انتخاب بتاریخ ۳/ جولائی جامع مسجد مدرسہ عربیہ انوار العلوم میں زیر صدارت جناب الحاج حضرت مولانا محمد رحیم صاحب مہتمم مدرسہ ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں جمعیۃ کے کام کو تیز کرنے پر غور کیا گیا اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر: جناب الحاج محمد عثمان خان صاحب کھوسہ۔

نائب امیر: ،، محمد رحیم مہتمم مدرسہ انوار العلوم۔

ناظم: جناب مولانا حافظ عبد الخالق صاحب

نائب ناظم ،، الحاج عبد الکریم صاحب بروہی

ناظم عمومی: ،، ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب کھوسہ

خزانچی: ،، الحاج محمد ملوک صاحب ٹانوری

سالار: ،، مولانا عبد القادر صاحب بلوچ

## قبولِ اسلام

احاطہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ قادریہ محمدپور سنساراں مجمع کثیر میں نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد شریف صاحب کے دست حق پرست پر ایک ہندو باوریہ کنبہ کے مندرجہ ذیل پانچ افراد نے اسلام قبول کیا۔ اسلام لانے والوں کے نام یہ ہیں:

| سابقہ نام | مرد | دینی نام |
|---|---|---|
| امرو۔ | ،، | عبداللہ |
| پرسا۔ | ،، | غلام رسول |
| | عورت | |
| روپی۔ | ،، | غلام عائشہ |
| دھرمی | ،، | زینب |
| مرطی | ،، | غلام فاطمہ |

## ضروری اعلان

جلسوں پر دعوت دینے والے حضرات اور دیگر احباب اس پتہ پر خط و کتابت کیا کریں۔ مبلغ جمعیۃ علماء اسلام، فاروق احمد رشیدی خطیب جامع مسجد بلال شہیدؓ، تحصیل سمندری ضلع لائل پور۔

# اسلام کا اقتصادی نظام

از:

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قدس سرہ العزیز

مؤلف قصص القرآن۔ و سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند

اس کتاب میں:

- قرآن، حدیث، فقہ اسلامی اور سلف صالحین کی تحقیقات کی روشنی میں اسلام کے نظامِ معاشی کا مکمل خاکہ پیش کیا گیا ہے۔
- واقعاتی دلائل کے تحت ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا کے موجودہ اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظاموں کے مقابلہ میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے جس نے سرمایہ و محنت کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کا راستہ پیدا کیا ہے۔ مزدور و سرمایہ دار کی موجودہ مہیب جنگ سے نجات کا واحد راستہ "اسلام کا اقتصادی نظام" ہے۔

صفحات: ۴۵۶، کاغذ سفید گلیز، عکسی طباعت، خوبصورت سنہری ڈائی دار جلد بندی، رعایتی ہدیہ ۱۶/

مکتبہ امدادیہ۔ ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان شہر پاکستان

فون : ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

ہمارا نصب العین + خدا کی زمین پر خدا کا نظام

اسلام زندہ باد

**جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام**

پاکستان پائندہ باد

## کل پاکستان

# نظامِ شریعۃ کنونشن

۱۲، ۱۳ شوال ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ و اتوار

ا[illegible]والہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں علماء کرام ، وکلاء ، طلباء ، مزدور ، کسان ، تاجر ، صنعت کار اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام شریک ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ سیاسی ، اقتصادی ، قانونی و معاشرتی نظام کے [illegible] جدوجہد کے لیے تجدید عہد کریں گے — تفصیلی پروگرام کا اعلان جلد کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

(مولانا) عبید اللہ انور صدر
(مولانا) مفتی عبد الواحد ناظم اعلیٰ

و دیگر اراکین مجلس استقبالیہ نظامِ شریعۃ کنونشن کل پاکستان